حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ

یزید اور حدیثِ قسطنطنیہ

تالیف

صوفی باصفا قطب جلی پیر طریقت رہبر شریعت نیّر اوجِ شرافت،
زبدۃ العارفین پیکر ارشاد و فنا فی الرسول المعروف پکے کھلے صوفی

حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) منیر اسلام رحمۃ اللہ علیہ

ہیڈ آفس

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجر پورہ (چائنہ سکیم) لاہور 0313-3333777

ملنے کا پتا

نگینہ کتب خانہ متصل جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق بلاک C-1 گجر پورہ (چائنہ سکیم) لاہور

0300-4274936

مجھے دینِ اسلام سے پیار ہے

يا الله

الرحمن · الرحيم · الملك · القدوس · السلام · المؤمن · المهيمن

العزيز · الجبار · المتكبر · الخالق · البارئ · المصور · الغفار

القهار · الوهاب · الرزاق · الفتاح · العليم · القابض · الباسط

الخافض · الرافع · المعز · المذل · السميع · البصير · الحكم

العدل · اللطيف · الخبير · الحليم · العظيم · الغفور · الشكور

[illegible] · العلي · الكبير · الحفيظ · المقيت · الحسيب · الجليل

الكريم · الرقيب · المجيب · الواسع · الحكيم · الودود · المجيد

الباعث · الشهيد · الحق · الوكيل · القوي · المتين · الولي

الحميد · المحصي · المبدئ · المعيد · المحيي · المميت · الحي

القيوم · الواجد · الماجد · الواحد · الأحد · الصمد · القادر

المقتدر · المقدم · المؤخر · الأول · الآخر · الظاهر · المتعالي

الباطن · البر · الوالي · التواب · المنتقم · مالك الملك · المقسط

المغني · النافع · البديع · الرشيد · العفو · ذو الجلال والإكرام

الجامع · المانع · النور · الباقي · الصبور · الرؤوف · الغني

الضار · الهادي · الوارث

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ

یزید

اور حدیثِ قُسطُنطِینِیَہ

تالیف

صوفی باصفا قطبِ جلی پیرِ طریقت رہبرِ شریعت فیراوج شرافت،
زبدۃ العارفین پیکرِ ایثار وفا فنافی الرسول المعروف پکے ٹھکے صوفی

حضرت علامہ مولانا الحاج

منیرِ اسلام

مُنیر احمد یوسفی رحمۃ اللہ علیہ

(ایم۔اے)

بہ اہتمام جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجرپورہ (چانن) سکیم لاہور 042-36880027-28

نگینہ کتب خانہ متصل جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق بلاک C-1 گجرپورہ (چانن) سکیم لاہور 0300-4274936

جملہ حقوق بحق صاحبزادگان محفوظ ہیں

نام کتاب : حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ' یزید اور حدیث قسطنطینیہ

مؤلف : پیر طریقت' رہبر شریعت' صوفی باصفا' منیر اسلام **منیر احمد یوسفی** رحمۃ اللہ علیہ

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی (ہیڈ آف کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ)

کمپوزر و ڈیزائنگ : حافظ محمد عظیم یوسفی' محمد اعظم طاہر ہاشمی یوسفی' احسن شوکت یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 0300-4274936

پروف ریڈنگ : خلیل احمد یوسفی (ایم۔فل) عفی عنہ (ناظم اعلیٰ جامعہ یوسفیہ)

مفتی علامہ حافظ محمد آصف یوسفی' علامہ سلمان شفیق یوسفی

کنیز فاطمہ بنت میاں محمد یوسف یوسفی

پہلی مرتبہ سنِ اشاعت : (2200) دسمبر 2011ء بمطابق محرم الحرام 1433ھ

دوسری مرتبہ سنِ اشاعت :: (2200) نومبر 2014ء بمطابق محرم الحرام 1436ھ

تیسری مرتبہ سنِ اشاعت : (2200) اکتوبر 2015ء بمطابق محرم الحرام 1437ھ

چوتھی مرتبہ سنِ اشاعت : (2100) جولائی 2021ء بمطابق ذوالحجہ 1442ھ

ہدیہ : روپے

ناشرین : پیر طریقت' رہبر شریعت' صاحبزادہ والاشان

بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس) سجادہ نشین آستانہ عالیہ گجرپورہ شریف

مفتی حافظ خلیل احمد یوسفی (ایم-فل) عفی عنہ

پیر طریقت' رہبر شریعت' شیخ فہد احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1۔	ٹائٹل۔	1
2۔	جملہ حقوق۔	2
3۔	فہرستِ مضامین۔	3
4۔	بفیضانِ نظر۔	6
5۔	اِنتساب۔	7
6۔	دعوتِ فکر۔	8
7۔	نشانِ منزل۔	9
8۔	حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ۔	18
9۔	اِسم گرامی۔	19
10۔	حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ خواب کی تعبیر ہیں۔	20
11۔	حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں۔	21
12۔	حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت۔	24
13۔	عمدہ اور پُرحکمت اِرشاد۔	26
14۔	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔	27
15۔	حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت۔	27
16۔	حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دشمن کون؟	28
17۔	جنت کے جوانوں کے سردار۔	29
18۔	پھول۔	30
19۔	خطبہ شریف اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما۔	31
20۔	نماز کی حالت میں پشت مبارک پر سواری۔	32

21۔	نواسوں کو دَم اور تعویذ سے نوازنا۔	34
22۔	حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی جرأت وسخاوت۔	34
23۔	آپ کی شہادت کی شہرت۔	35
24۔	ارضِ طف مقامِ شہادت۔حدیث شریف نمبر 1۔	36
25۔	کربلا مقامِ شہادت۔حدیث شریف نمبر 2۔	37
26۔	حدیث شریف نمبر 3۔	37
27۔	حدیث شریف نمبر 4۔حدیث شریف نمبر 5۔	38
28۔	حدیث شریف نمبر 6۔	38
29۔	حدیث شریف نمبر 7۔قاتل اَبلَق رنگ کا کتا۔حدیث شریف نمبر 8۔	40
30۔	حدیث شریف نمبر 9۔	41
31۔	حدیث شریف نمبر 10۔ایک لاکھ چالیس ہزار کا قتل۔	42
32۔	حدیث شریف نمبر 11۔	42
33۔	بوقتِ شہادت حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر۔	43
34۔	شہادتِ اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا اَثر دِلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر۔	43
35۔	حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان۔	44
36۔	بد باطن اور زبان دراز لوگ کیا کہتے ہیں؟	46
37۔	حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ سچائی کے علمبردار۔	47
38۔	اہلِ بیت کشتیٔ نوح۔شہادتِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ۔	50
39۔	شہدائے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم۔شہادتِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد	51
40۔	حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات بھی روئے۔	53
41۔	یزید کیا کہتا ہے؟	53
42۔	عراقی باشندے کو جواب۔	54

43۔ قصرِ امارتِ کوفہ۔ یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے کو بیس دُرّوں کی سزا 55
44۔ مدینہ منورہ پر حملہ اور قتل و غارت۔ 56
45۔ اہل مدینہ کو خوف زدہ کرنے والے کا انجام۔ 56
46۔ مکہ مکرمہ پر چڑھائی اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی۔ 57
47۔ یزید نائبین اور اُمراء۔ 59
48۔ مَروان کی رائے۔ 60
49۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ معزول۔ 61
50۔ حافظ ابنِ کثیر کی نگاہ میں یزید۔ 61
51۔ حدیثِ قسطنطینیہ۔ 65
52۔ خصوصی نوٹ۔ 74
53۔ حدیثِ قسطنطینیہ کی عبارت کی شرح میں عمدۃ القاری کی عبارت 78
54۔ فتح الباری کی عبارت۔ 81
55۔ اِرشاد الساری شرح بخاری کی عبارت۔ 82
56۔ حاشیہ بخاری اور فتح الباری کی عبارات میں ڈاکٹر اِسرار احمد کی کانٹ چھانٹ۔ 83
57۔ عمدۃ القاری کی عبارت اور ڈاکٹر اِسرار احمد۔ 84
58۔ تاریخ کامل ابنِ اثیر اور تاریخ ابنِ خلدون۔ 86
59۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ۔ 90
60۔ پروفیسر ابو بکر غزنوی اور یزید کے وکلاء۔ 91
61۔ وحید الزماں اور محبانِ یزید۔ 91
62۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور یزید کا حشر۔ 92
63۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں۔ 94

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار ووفا،

فنافی الرسول، پروانۂ توحید ورسالت، امینِ علمِ لدُنی،

نائبِ غوثِ ثقلین، منظورِ نظر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہٗ العزیز

مرکزِ انوار وتجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر 176 گ ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

اِنتساب

بندہ ناچیز نے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ، یزیداور حدیثِ **قسطنطنیہ**" کے عنوان سے تالیف کی گئی اِس کتاب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرنے والوں اور شہداء کربلا علیہم الرضوان کے نام منسوب کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

منیر احمد یوسفی رحمۃ اللہ علیہ

دعوتِ فکر

اِس دَارِ فانی میں ہر آنے والے نے اِس دُنیا سے جانا ہے پھر عالم برزخ سے گزر کر عالم اَبدی میں پہنچنا ہے۔ آخرت پر یقین رکھنے والے ہر کلمہ گو کو کچھ کہنے' کرنے اور لکھنے سے پہلے سوچنا ہے کہ اپنے کہے' کیے اور لکھے ہوئے کا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کے حضور جواب دینا ہے۔ جس شخص کو اِس بات کا یقینِ کامل ہوجائے کہ اُسے اپنے معاملات کا بارگاہِ اِلٰہی میں جواب دینا ہے۔ اُس کی فکر' کردار اور عمل' ایمان کی روشنی میں صحیح سَمت اِختیار کرتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو دعویٰ ایمان رکھتا ہے' اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم اور خاتم النّبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَحکام اور اِرشاداتِ عظیمہ کے مطابق اپنے قول وفعل کو سنوارنا ہے۔

جن ہستیوں اور نفوسِ قدسیہ کے قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں مَحامد اور مَحاسن بیان کئے گئے ہیں' اُنہیں تسلیم کرنے میں بخل اور بددیانتی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اِسی میں بھلائی اور آخرت کی کامیابی اور سُرخروئی ہے۔ حبیبِ کبریاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اَزواج مطہرات یعنی اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ' اولادِ پاک رضی اللہ عنہم' عِترت پاک رضی اللہ عنہم' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' صحابیات رضی اللہ عنہنّ اور اولیاء کرام وبزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں قلم اور زبان کو اِنتہائی محتاط اور بااَدب اَنداز میں اِستعمال کرنا چاہیے۔ جن لوگوں نے معصوم اور محفوظ ہستیوں کے متعلق قلم اور زبان کا غلط اِستعمال کیا اُنہیں سوائے ذلت اور رُسوائی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ عزّت اور شرف پانے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کے پیاروں سے محبت اور عقیدت کی راہ اِختیار کرنی چاہیے۔

خیر اندیش

خادم دین اسلام **منیر احمد یوسفی** رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ٥

نشانِ منزل

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' یزید اور حدیثِ قسطنطنیہ پر حضرت مولانا علامہ الحاج منیر احمد یوسفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت تحقیقی کتاب میرے پیشِ نظر ہے۔ موصوف نے اِس سلسلہ میں متعدد روایات کو یکجا کر کے دلائل و براہین سے حقائق تک پہنچنے کی جو مساعیٔ جمیلہ فرمائی ہے یہ اُنہی کا حق تھا جسے باحُسن وُجوہ نبھایا ہے۔

اَحکامِ شریعت کا نفاذ ظاہری اَفعال و اَعمال پر ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زبانی یا تحریری طور پر طلاق دے تو وہ اُنہی کلمات کے مطابق مؤثر ہوگی جیسے اُس نے کہے یا لکھے ہوں گے' بعد میں اُس کے اِنکار کی اَہمیت وحیثیت نہیں ہوگی اگر کہے کہ میری نیت نہیں تھی' لہٰذا طلاق نہیں ہوئی' اُس کا اَب یہ کہنا شرعاً قطعاً ناقابل قبول ہوگا۔

یزید کا معاملہ بھی کچھ اِسی طرح سے ہے۔ اُس کے ظاہری کردار و افعال' اَعمال و اَحکام جو وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتے رہے' اُن پر ہی شرعی ضابطہ کا نفاذ ہوگا۔

حدیثِ قسطنطینیہ میں کلمہ مَغۡفُوۡرٌ لَّهُمۡ پر محققین و مفکرینِ اِسلام نے بڑی طویل اَبحاث کی تھیں۔ جو اہل علم سے قطعاً پوشیدہ نہیں۔ مگر یہ قاعدہ بھی مسلمہ ہے لِلۡاَکۡثَرِ حُکۡمُ الۡکُلِّ ''اکثریت کا اِطلاق کل پر ہوتا ہے''۔ اور اَلۡقَلِیۡلُ کَالۡمَعۡدُوۡمِ ''قلیل معدوم ہے''۔ یعنی قلت پر حکم نہ ہونے کے برابر ہے۔

بناء پر عَلَیۡهِ مَغۡفُوۡرٌ لَّهُمۡ میں یزید کو اپنے اَفعال و اَعمالِ شَنِیۡعَه و قَبِیۡحَه کے باعث شامل ہی نہ سمجھا جائے تو کونسی قیامت آجائے گی۔ جب شرعی اَحکام کا دارومدار ظاہری اُمور کے ظہور پر ہے تو یزیدی کردار لائق تحریر نہیں۔ البتہ قابلِ مذمت ضرور ہے۔

یوں بھی جتنی روایات عظمتِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ پر شاہد و عادل ہیں' اُن سے کہیں زیادہ یزید کی تنقیص پر دلالت کرتی ہیں۔ لَا تَجۡتَمِعُ اُمَّتِیۡ عَلَی الضَّلَالَةِ اِرشادِ مخبر صادق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے رکھتے ہوئے غیر جانبداری سے

اپنے ایمان و ایقان کو آواز دیجئے اور اس سے فیصلہ لیجئے تو یزید مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ کی صف سے بہت دُور کھڑا نظر آئے گا۔

مؤرخین اِس بات پر متفق ہیں کہ لشکرِ اسلام نے بحری جنگ کا آغاز اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کیا کیونکہ اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دَورِ حکومت میں تمام تر توجہ بَرّی فوج کی طرف رکھی۔ تاہم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بحری جہاد کے لئے اَوّلین اِسلامی لشکر کی نشاندہی صفحاتِ تواریخ میں 27 (ستائیس) ہجری تک نظر آتی ہے۔ جبکہ دوسری بار اِسلامی لشکر نے بحری جہاد کا سفر 52 (باون) ہجری سے 58 (اٹھاون) ہجری کے کسی سال میں فرمایا۔

اَب ہم اِس تاریخ کی روشنی میں یزید کی عمر کا جائزہ لیتے ہیں۔ حادثۂ کربلا محرم الحرام 61 (اکسٹھ) ہجری کے پہلے عشرہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اُس وقت اِمام عالی مقام حضرت سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی عمر شریف 56 (چھپن) برس تھی۔ جبکہ یزید 34 (چونتیس) سال کا تھا۔ گویا کہ 60 ہجری کی تکمیل تک یزید کی کتنی عمر تھی۔ 60 سے 34 منفی کردیں تو 26 ہجری یزید کا سن پیدائش بنتا ہے۔ جبکہ پہلے لشکر کا 27 ہجری کو بحری جہاد کے لئے نکلنا متعین کریں تو یزید اُس وقت صرف ایک سال کا تھا اور اگر زیادہ سے زیادہ 33 ہجری کو اُس لشکر کی روانگی تسلیم کی جائے تو یزید کی عمر صرف سات سال تک بنتی ہے۔ ظاہر ہے اِتنی سی عمر میں قیادت وسپہ سالاری کا تصوّر تک معدوم ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ پہلے لشکر میں سپہ سالاری تو کجا لشکر میں شمولیت کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں یزید کی تاریخ پیدائش 45 یا 46 ہجری رقم فرمائی ہے۔ اِس سے بھی ثابت ہوا کہ پہلے لشکر میں یزید کسی بھی صورت میں شامل نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ اُس وقت تو وہ پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

ہاں! اَلبتہ دوسرے لشکر میں شمولیت کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ اُس وقت یزید کی عمر 18 سے 24 سال تک کا ثبوت ملتا ہے اور یہ عمر عموماً جہاد میں شمولیت کے

لئے کافی ہے۔ لہٰذا یزید دوسرے لشکر میں گو پہلے سے شامل نہیں تھا' البتہ یزید کو بطور سزا حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا حکماً بھیجنا مسلّم ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ یزید سرے سے اِس اسلامی لشکر میں تھا ہی نہیں جس کے لئے شفیع المذنبین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ کی بشارت دی تھی۔

اَب ہم دلائل و براہین سے یزید کے کردار کا جائزہ لیتے ہیں۔ درسِ نظامی میں داخلِ نصاب کتاب شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَنَحْنُ لَانَتَوَقَّفُ فِیْ شَانِهٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِهٖ لَعْنَةُ اللهِ عَلَیْهِ وَعَلٰی اَنْصَارِهٖ وَعَوَانِهٖ ٥ [1] "پس ہم یزید اور اُس کے ایمان کے بارے میں کوئی توقف نہیں کرتے' یزید اور اُس کے معاونین اور مددگاروں پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہو"۔

حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے اِرشاد کو شیخ احمد صبان رحمۃ اللہ علیہ رقم کرتے ہیں قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِکُفْرِهٖ وَنَاهِیْكَ بِهٖ وَرَعًا وَّعِلْمًا تَقْتَضِیَانِ اَنْ لَّمْ یَقُلْ ذٰلِكَ اِلَّا لِمَا ثَبَتَ عِنْدَهٗ اُمُوْرٌ صَرِیْحَةٌ [2] (الی آخرہ) "حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو کافر کہا' اپنے علم و ورع کے اِعتبار سے وہ کافی ہیں۔ اُن کے علم و ورع اِس بات کے مقتضی ہیں کہ یزید کو کافر اُس وقت کہا ہوگا جبکہ صریح موجب کفر باتیں اُس سے واقع ہوئی ہونگی"۔

جناب نوفل بن فرات رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَذَکَرَ رَجُلٌ یَزِیْدَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ فَقَالَ تَقُوْلُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاَمَرَ بِهٖ فَضُرِبَ عِشْرِیْنَ سَوْطًا ٥ [3] "میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں تھا ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا اور اُسے امیر المؤمنین کہہ دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے ڈانٹ پلائی اور کہا تو اُسے امیر المؤمنین کہتا ہے؟ حکم دیا اور اِسے بیس کوڑے مارے گئے"۔

یزید کے معاصر حضرت سیّدنا عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ

---

[1] شرح عقائد نسفی 711۔ [2] سعاف الراغبین ص 165۔ [3] تاریخ الخلفاء ص 166۔

فرماتے ہیں: وَاللّٰہِ مَا اَخْرَجْنَا عَلٰی یَزِیْدَ حَتّٰی خِفْنَا نُرْمٰی بِالْحِجَارَۃِ مِنَ السَّمَآءِ اَنَّہٗ رَجُلٌ یَّنْکِحُ اُمَّھَاتِ الْاَوْلَادِ وَالْبَنَاتِ وَالْاَخَوَاتِ وَیَشْرَبُ الْخَمْرَ وَیَدَعُ الصَّلٰوۃَ 4 ''ہم نے یزید کی بیعت اُس وقت تک نہیں توڑی جب تک ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ ہم سنگسار نہ کر دیئے جائیں۔ وہ محرمات سے نکاح کرتا' شراب پیتا اور نمازیں ترک کر دیتا تھا''۔

حضرت سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' امام الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِیْ قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَوَّلُ مَنْ یَّثْلِمُہٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ یُقَالُ لَہٗ یَزِیْدُ ○ 5 میری اُمّت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا۔ یہاں تک کہ پہلا جو شخص اِس میں رَخنہ اندازی کرے گا وہ بنی اُمیہ کا ایک فرزند ہوگا جس کو یزید کہتے ہیں''۔

حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ یُّبَدِّلُ سُنَّتِیْ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ (یُقَالُ لَہٗ یَزِیْدُ ○) 6 ''مَیں نے (نبی رحمت حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ پہلا شخص جو میری سُنّت کو بدلے گا' بنی اُمیہ کا ایک شخص ہوگا (جسے یزید کہا جائے گا)''۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِیْنَ وَاَمَارَۃِ الصِّبْیَانِ ○ 7 لوگو! ستر سال کی اِبتداء اور چھوکروں کے حکمران ہونے سے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کی پناہ مانگو''۔

---

4 تاریخ الخلفاء ص 167' الصواعق المحرقہ ص 133۔ 5 تاریخ الخلفاء ص 166' مجمع الزوائد جلد 5 ص 241' کنز العمال حدیث 31070' ابویعلی موصلی جلد 1 ص 59 حدیث 86۔ 6 کنز العمال جلد 11 ص 167 حدیث 31062-31063۔ 7 کنز العمال جلد 11 ص 119 حدیث 30853' البدایہ والنہایہ جلد 4 جز 8 ص 218۔

اَمَارَةُ الصِّبْیَانِ کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: اَیْ مِنْ حُکُوْمَةِ الصِّغَارِ الْجَاھِلِ کَیَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ وَ اَوْلَادِ حَکَمِ بْنِ مَرْوَانَ وَاَمْثَالِھِمْ (اِلٰی آخِرِہٖ) ''اَمَارَةُ الصِّبْیَانِ سے جاہل چھوکروں کی حکومت مراد ہے۔ جیسے یزید بن معاویہ، حکم بن مَروان کی اَولاد اور اُن کی مثل دوسرے لوگ ہیں''۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یوں دُعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ رَأْسِ السِّتِّیْنَ وَاَمَارَةِ الصِّبْیَانِ فَاسْتَجَابَ اللهُ فَتَوَفَّاهُ سَنَةَ تِسْعٍ وَّخَمْسِیْنَ وَکَانَتْ وَفَاةُ مُعَاوِیَةَ وَوِلَایَةُ ابْنِہٖ سَنَةَ سَبْعِیْنَ o ''اِلٰہی مجھے 60ھ کی اِبتداء اور چھوکروں کی حکومت سے پناہ عطا فرما۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی اور 59 ہجری میں اُن کا وصال ہوا۔ اُدھر حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال اور یزید کی اَمارت 60ھ میں قائم ہوئی''۔

تاریخ ایک کسوٹی ہے جس پر واقعات کی جانچ و پرکھ ہوتی ہے' اِس کا نشیمن اِتنا بلند ہوتا ہے جہاں کسی طفلِ مکتب کے ترکش کا تیر پہنچ نہیں پاتا۔ ہر اہلِ حق و اِنصاف اور صاحبِ دیانت واَمانت سے ہماری گزارش ہے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ دُنیا خونِ ناحق کرنے والے کو سفاک وظالم کہا کرتی ہے تو جس نے نواسہ رسول جگر گوشۂ بتول نورِ نگاہِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اُن کے بچوں اور عزیزوں کو بے آب ودانہ تہہ تیغ کیا ہو۔ جن کی لاشیں کربلا کی تپتی زمین پر بے گوروکفن پڑی ہوں' بے دَردی کے ہاتھوں اُنہیں شہید کیا گیا ہو۔ جن کے خیموں میں غلے کا ایک دانہ اور پانی کا ایک قطرہ تک بھی نہ جانے دیا ہو' جن کے بچے بھوک اور پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر آغوشِ مادر میں اَبدی نیند سو گئے ہوں۔ مگر ظالموں کی آنکھیں تک نم نہ ہوئیں۔ کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سوچو اُن بدنصیبوں کو کیا ہو گیا تھا' آخر ہم اِسے کیا کہیں؟

جن کے گھر سے دُنیا کو رحم وکرم کی بھیک ملی تھی' اُسی گھر کا ننھا مُنّا سا معصوم

بچہ حضرت سیّدنا علی اصغر رضی اللہ عنہ پانی کے ایک قطرے کے لئے ترس گیا۔ وہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جن کے چاند جیسے چہرے اور پتلے پتلے ہونٹوں کو لب ہائے نبوت نے بارہا پیار کیا تھا۔ اُن کا جسم کربلا کے چٹیل میدان میں تیر و نیزے، بلم بھالے اور شمشیر و سنان سے گھائل کر دیا گیا۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور یزید کو متقی وہی کہہ سکتا ہے جس کے دماغ میں کیڑے اور عقل پر پتھر پڑ چکے ہوں۔ ہمیں اِس اعتراف میں کوئی جھجھک نہیں اور ہم اِس اِعلان کو باعثِ فخر و مباہات سمجھتے ہیں کہ ہم حسینی ہیں۔ آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریوں کی گردِ راہ کو ہم حاصلِ زندگی اور متاعِ اُخروی سمجھتے ہیں۔ اَب جن کو یزیدی ٹولے میں اپنا نام درج کرانا ہے، وہ بخوشی کرائیں اور جنہیں حشر کی ہولناکیوں میں آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لینی ہو وہ اِس قسم کے بدنصیب اَشرار پر نفرین و ملامت کو اَپنا وظیفہ بنالیں۔

ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ نیاز بریلوی قدس سرہٗ کے یہ ملفوظات تاریخ کا ایک حصّہ بن چکے ہیں جب اُن سے کسی نے عرض کیا، حضرت! یزید کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو جواباً آپ نے فرمایا: جتنی دیر یزید کے متعلق اِظہارِ خیال میں وقت ضائع کرنا ہے اُس سے کہیں بہتر ہے کہ اُتنی دیر حسین حسین کہا جائے تو باعثِ سعادت اور موجبِ نجات ہے۔ آپ ہی کا محبت بھرا یہ شعر زبانِ زدِ عام ہے۔

اے دِل بگیر دامنِ سلطانِ اَولیاء
یعنی حسین ابن علی جانِ اَولیاء

آخر میں، خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ، اَمین سند قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت صاحبزادہ پیر سیّد نصیر الدین نصیر چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے رشحاتِ قلم کو شامل کر کے اِس مقالہ کی قدر و منزلت کو باعثِ برکات

بنانے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جسے آپ نے اپنی عظیم وضخیم تالیف نام ونسب ص 18-17 پر ایک مغربی تعلیم یافتہ یزیدی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بعنوان ایک مُسکِت جواب تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں' حضرت قبلہ صاحبزادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- 8

مغربی تعلیم یافتہ اور بدقسمتی سے دینی تعلیم سے بے بہرہ ذہن' بعض اَوقات عجیب وغریب قسم کے سوالات کرتا ہے۔ ایک صاحب اللہ تبارک وتعالیٰ کی رَحمت و مغفرت کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے: کہ وہ ذات تو بڑی غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہے' اُس کی رَحمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رَحمت کا نقطہ عروج بیان کرتے ہوئے بولے: کہ جو لوگ یزید کو گالیاں دیتے ہیں اور اُس پر لعنت بھیجتے ہیں مجھے اُن سے اِختلاف ہے' اُنہیں ہرگز اَیسا نہیں کرنا چاہئے۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ ''بے شک میری رَحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی'' کے مطابق ہوسکتا ہے کہ وہ ذاتِ کریم قیامت کے دن جوشِ رحمت میں آ کر یزید کو بھی بخش دے اور اُس کے نامہ سیاہ پر اپنا قلم عفو پھیر دے۔ یہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا اور ایک نامعلوم اُستاد کا ایک فارسی واقعہ یاد آ گیا جس کا مفہوم اُنہیں جواب میں سنا دیا۔ غالباً اُس دَور میں کسی اَیسے ہی سرپھرے نے شاعر سے اِسی قسم کا سوال کیا ہوگا۔

مَیں نے کہا بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رَحمت ایک قلزم بے کراں ہے جس کا اَندازہ نہیں لگایا جاسکتا' مگر اِتنا سن لیجئے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ ایک فاسق و فاجر' شرابی' بدکار اور ظالم وسفاک کو جس نے خانوادۂ رسالت کا خون بہایا' بخش سکتا ہے تو کیا اَیسے نامراد پر لعنت کے چند گجرے نچھاور کرنے اور اُسے دو چار گالیاں دینے والے کو نہیں بخش سکتا۔ اِتنے بڑے مجرم کے لئے اگر اِس قدر رَحمت وعفو کا اِمکان ہے تو کیا اُسے چند گالیاں دینے والے اور صرف اُس پر لعنت بھیجنے والے کے لئے کوئی اِمکانِ بخشش نہیں؟ یہ جواب سن کر وہ بڑے نادم ہوئے۔ مَیں نے جب اُن کی

8 آپ موصوف اِنتقال فرما گئے ہیں۔

ندامت کے آثار کو اُن کے چہرے سے پڑھ لیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر اَدا کیا کہ اِس دَور میں کوئی تو ندامت و پشیمانی محسوس کرنے والا باقی ہے۔

اِسی نشست میں ایک رباعی میں نے کہی جو میری فارسی رباعیات کے مجموعہ آغوشِ حیرت میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

گر جمع روافض است نزد تو مرید
هم خارجیاں را شمر از بطن پلید
ایمانِ مَن است حبِ آل و اصحاب
لعنت بہ سر یزید و اِتباعِ یزید

''اے مخاطب! اگر رافضی تیرے نزدیک مردود ہیں تو پھر خارجیوں اور شمر کو بھی پلید اور ناپاک پیٹ کی پیداوار سمجھ۔ میرا ایمان تو آل واَصحاب (رضی اللہ عنہم) کی محبت ہے، یزید پر بھی لعنت ہو اور ساتھ ہی اُس کے نام لیواؤں پر''۔

جس طرح اُمیہ نوازوں اور یزید کے پرستاروں کو اُس کے اَسلاف و اَعقاب سے بے پناہ ہمدردیاں ہیں، اِسی طرح سیّد کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں اور غلاموں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترتِ پاک سے بے پناہ عقیدت ومحبت ہے۔

کیا بنواُمیہ سے محبت رکھنے کا بھی کوئی حکم قرآن وحدیث میں موجود ہے جس کے تحت خارجی یزید اور اِتباعِ یزید سے اِس قدر عقیدت ومحبت کا اِظہار کرتے ہیں اور کیا اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں کوئی اَیسی آیت یا حدیث پائی جاتی ہے جس کی رُو سے پسرانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وبتول رضی اللہ عنہا سے محبت اور عقیدت رکھنا ناجائز قرار دیا گیا ہو؟ بلکہ اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تطہیر کی ضمانت تو خود قرآنِ مجید نے دی اور اَحادیثِ صحیحہ میں بھی اُن کے ساتھ محبت ومودّت کے اَحکامِ صریحہ موجود ہیں جن کا ذکر اَجمالاً یہاں بھی کیا گیا۔

آخر میں راقم الحروف حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔ جنہوں نے نہایت متانت سے ڈاکٹر اسرار صاحب کے بے سروپا دعاوِی کو دلائل و براہین سے ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام شعبۂ ہائے تبلیغ پر بڑی گہری نظر کے مالک ہیں اور نہایت محنت اور محبت سے دَرس و تدریس، تحریر و تصنیف، وعظ و تقریر سے مسلکِ حق کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بھرپور اِستفادہ کر رہا ہے اور ہر وقت سیدھا راستہ دکھانے اور اُس پر چلانے میں مصروف ہیں۔

دُعا ہے اللہ تبارک تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات کو دوام بخشے اور زمانہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے۔ آمین ثم آمین!۔

فقط

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

خطیب مرید کے ضلع شیخوپورہ پاکستان

1422ھ 14 محرم الحرام 2011ء 30 مارچ

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: وَلَدَتْ فَاطِمَةُ حُسَيْنًا بَعْدَ الْحَسَنِ لِسَنَةٍ وَّعَشَرَةِ أَشْهُرٍ فَوَلَدَتْهُ لِسِتِّ سِنِيْنَ وَ خَمْسَةِ أَشْهُرٍ 1 ''حضرت سیّدتنا فاطمۃ الزہرہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں (حضرت سیّدنا اِمام) حسن (رضی اللہ عنہ) کی پیدائش کے ایک سال اور دس ماہ بعد (حضرت سیّدنا اِمام) حسین (رضی اللہ عنہ) کی وِلادت ہوئی۔ یعنی سیّد الشہداء حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادتِ مبارک 5 شعبان المعظم 6ھ کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ 2

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' حضرت سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَذَّنَ فِيْ أُذُنِ الْحُسَيْنِ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا 3 ''مَیں نے دیکھا کہ جب (حضرت سیّدتنا) فاطمۃ الزہرہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں (حضرت سیّدنا اِمام) حسین (رضی اللہ عنہ) کی ولادت ہوئی تو (سرورِ کونین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اُن کے کان میں اَذان پکاری''۔

اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَ: زِنِيْ شَعْرَ الْحُسَيْنِ وَ تَصَدَّقِيْ بِوَزْنِهِ فِضَّةً وَّأَعْطِي الْقَابِلَةَ رِجْلَ الْعَقِيْقَةِ 4 هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ ''(سیّد العالمین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت سیّدتنا) فاطمۃ الزہرہ (رضی اللہ عنہا) کو فرمایا: (حضرت سیّدنا اِمام) حسین (رضی اللہ عنہ) کے بالوں کا وزن کر کے اِس کے برابر چاندی صدقہ کر دو اور آیا (دائی) کو (کم از کم)

1 مستدرک حاکم جلد 3 ص 190 حدیث 4773۔ 2 مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد 8 ص 462 حاشیہ 3۔ 3 مستدرک حاکم جلد 3 ص 197 حدیث 4827' کتاب معرفۃ الصحابہ اول فضائل ابی عبد اللہ الحسین بن علی۔ 4 مستدرک حاکم جلد 3 ص 197 حدیث 4828۔

عقیقہ کے جانور کا کُھر دے دینا''۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

قائدالمرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے منہ میں اپنا لعابِ دہن شریف ڈالا اور آپ کے لئے دُعا فرمائی۔ پھر ساتویں دن آپ کا نام (حضرت سیّدنا اِمام) حسین (رضی اللہ عنہ) رکھا اور عقیقہ کیا اور سر کے بال منڈوا کر اُن کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔ 5

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت' ابو عبداللہ اور لقب سِبطِ رسول وریحانِ رسول ہے رضی اللہ عنہ۔ حدیث شریف میں ہے' رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام شبر و شبیر رکھا اور مَیں نے اپنے بیٹوں کا نام اُنہیں کے نام پر حسن اور حسین رکھا۔

اِسم گرامی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب (حضرت سیّدنا اِمام) حسن (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: میرا بیٹا مجھے دکھاؤ' آپ نے اِس کا نام کیا رکھا ہے؟ اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مَیں نے عرض کیا' حرب نام رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حرب نہیں بلکہ اِس کا نام (حضرت سیّدنا اِمام) حسن (رضی اللہ عنہ) ہے۔ پھر جب حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ' آپ نے اِس کا نام کیا رکھا ہے؟ مَیں نے عرض کیا' حرب نام رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: نہیں' اِس کا نام حسین (رضی اللہ عنہ) رکھو۔ جب تیسرے شہزادے پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ' آپ نے اِس کا نام کیا رکھا ہے؟ مَیں نے عرض کیا' حرب نام رکھا ہے۔ راحۃ العاشقین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حرب نہیں بلکہ اِس کا نام محسن (رضی اللہ عنہ) ہے۔ پھر آپ

5 مستدرک حاکم جلد 3 ص 197 حدیث 4828۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ سَمَّیْتُهُمْ بِاَسْمَاءِ وُلْدِ هَارُوْنَ شَبَّرٌ وَّ شَبِّيْرٌ وَّ مُبَشِّرٌ 6
''میں نے اِن کے نام (حضرت) ہارون (علیہ السلام) کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں۔ اُن کے نام شبر' شبیر اور مبشر تھے''۔

اِسی لئے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو شبر و شبیر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ سُریانی زبان میں شبر و شبیر اور عربی زبان میں حسن و حسین دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ اِسْمَانِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ 7
''(حضرت سیّدنا) حسن اور (حضرت سیّدنا) حسین (رضی اللہ عنہما) جنتی ناموں میں سے دو نام ہیں''۔ عرب کے زمانہ جاہلیت میں یہ دونوں نام نہیں تھے۔

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ خواب کی تعبیر ہیں:

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ سرورِ کون ومکاں حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سیّدہ لبابہ عامریہ رضی اللہ عنہا' جن کی کنیت اُمّ الفضل ہے' کے خواب کی تعبیر ہیں۔ یہ خواب صاحبِ مشکوٰۃ' مناقب اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے باب کی تیسری فصل کی تیسری حدیثِ مبارک میں حضرت اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب دلائل النبوۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

حضرت اُمّ الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ وہ سراج السالکین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اِنِّیْ رَاَيْتُ حُلْمًا مُّنْكَرًا اللَّيْلَةَ ''میں نے رات ایک بہت مکروہ خواب

---

6 الادب المفرد ص 121 چھاپہ بیروت' ص 214 چھاپہ سانگلہ ہل حدیث 823' کنز العمال حدیث 37679' تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر جلد 4 ص 204' مستدرک حاکم جلد 3 ص 183-180 حدیث 168-166' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 96 حدیث 2774-2773' مجمع الزوائد جلد 8 ص 52' مسند احمد جلد 1 ص 118-98 حدیث 953-769' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 6 ص 166' حدیث 11926-13390' جلد 7 ص 163' صحیح ابن حبان کتاب فضائل صحابہ باب ذکر الحسن والحسین سبطی حدیث 2227۔ 7 صواعق محرقہ ص 118۔

دیکھا ہے''۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کیا' وہ بہت سخت خواب ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بتاؤ تو سہی۔ عرض کیا' كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رَاَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَآءَ اللهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم 8'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم اَطہر سے گوشت کا ایک ٹکڑا کٹا ہے اور میری گود میں رکھا گیا ہے۔ (سرورِ کونین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللهُ تَعَالٰی (حضرت سیّدتنا) فاطمۃ (الزہرہ رضی اللہ عنہا) ایک لڑکے کو جنم دے گی اور وہ تمہاری گود میں آئے گا۔ چنانچہ (حضرت سیّدتنا) فاطمۃ (الزہرہ رضی اللہ عنہا) نے (حضرت سیّدنا اِمام) حسین (رضی اللہ عنہ) کو جنم دیا۔ (حضرت سیّدہ اُمّ فضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) پھر وہ میری گود میں آیا جیسا' (نبی الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا''۔

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت اَحادیثِ مبارکہ وارد ہیں۔ پہلے اُن روایات کو پیش کیا جاتا ہے جو صرف آپ کے مناقب میں ہیں پھر وہ اَحادیثِ مبارکہ جن میں حضرت سیّدنا اِمام حسن اور حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہما دونوں کے فضائل ومناقب ہیں' وہ پیش کی جائیں گی۔

حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں:

حضرت یَعلیٰ عامری بن مُرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' شفیعِ اُمت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حُسَيْنٌ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ 9 ''حسین

---

8 مشکوٰۃ حدیث 6180' مستدرک جلد 3 ص 194 حدیث 4818' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 6 ص 396' کنز العمال جلد 12 ص 123' فتح الباری جلد 11 ص 210-209' مرقاۃ جلد 11 ص 324' معجم الکبیر للطبرانی حدیث 42۔ 9 مستدرک حاکم جلد 3 ص 195 حدیث 178' المعجم الکبیر جلد 3 ص 33 حدیث 2586' الادب المفرد ص 133 حدیث 364' باب معانقۃ الصبی' مصنف ابن ابی شیبہ حدیث 32196-807' سنن ابن ماجہ حدیث 144' سنن ترمذی حدیث 3775۔

(رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں"۔

یعنی حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو سراج السالکین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے اور سیّد کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے انتہائی قرب ہے۔ گویا کہ دونوں ایک ہیں تو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر سیّد الکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے دوستی' سیّد العالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دوستی ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے دشمنی' خاتم المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دشمنی ہے اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنا' امام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے لڑائی کرنا ہے۔

حضرت یَعلیٰ عامری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی طَعَامٍ دُعُوْا لَهُ قَالَ: فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِمَامَ الْقَوْمِ وَحُسَيْنٌ مَعَ الْغِلْمَانِ يَلْعَبُ فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْخُذَهُ فَطَفِقَ الصَّبِيُّ يَفِرُّهَا هُنَا مَرَّةً وَّهَاهُنَا مَرَّةً فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُضَاحِكُهُ حَتّٰى اَخَذَهُ قَالَ: فَوَضَعَ اِحْدٰى يَدَيْهِ تَحْتَ قَفَاهُ وَالْاُخْرٰى تَحْتَ ذَقَنِهٖ فَوَضَعَ فَاهُ عَلٰى فِيْهِ يُقَبِّلُهُ فَقَالَ: حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ 10 هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ "وہ (یعنی حضرت یَعلیٰ عامری رضی اللہ عنہ' قائد المرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ ایک دعوت میں شرکت کیلئے نکلے' (سیّد المرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمام لوگوں سے آگے نکلے۔ وہاں پر حضرت سیّدنا امام حسین (رضی اللہ عنہ) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ (شافع یوم النشور حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کو پکڑنے لگے لیکن وہ کبھی اِدھر بھاگ جاتے کبھی اُدھر بھاگ جاتے۔ (داعی برحق حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اُن کے

---

10 مستدرک حاکم جلد 3 ص 194 حدیث 178' روح البیان سورۃ النحل: 121' سنن ابن ماجہ حدیث 144' سنن ترمذی حدیث 3775' معجم الکبیر للطبرانی حدیث 2689' کنز العمال حدیث 34328

پیچھے پیچھے دوڑنے لگے۔ بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو پکڑ کر اُن کا ایک ہاتھ اپنی گردن پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے دے کر اپنا منہ (مبارک) اُن کے منہ سے لگا کر اُن کا بوسہ لیا۔ پھر فرمایا: (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے اور مَیں (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں۔ اللہ (جل جلالہ) اُس سے محبت کرتا ہے جو (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتا ہے' (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) میرا نواسہ ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَھُوَ حَامِلُ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ وَھُوَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ [11] ''(فرماتے ہیں) مَیں نے (رحمۃ للعالمین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حضرت سیّدنا) اِمام حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کو اُٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے: ''اے اللہ (جَلَّ جلالک!) مَیں اِس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِس سے محبت فرما''۔

سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِرشادِ مبارک فرماتے ہیں:
اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا اَلْحُسَیْنُ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ [12] ''اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اُس سے محبت کرے جو (حضرت اِمام) حسین (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرے۔ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ اَسباط میں سے ایک سبط ہیں''۔

اَسباط سبط کی جمع ہے۔ سبط سے مراد وہ درخت ہے جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت۔ یعنی جیسے حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اَسباط کہلاتے تھے کہ اُن سے حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی نسل شریف بہت چلی ہے۔ ربّ کریم غفور و رحیم

---

[11] مستدرک حاکم جلد 3 ص 195' حدیث 4823-4821-4791' الادب المفرد حدیث 85' مسند حدیث 10891-83801-7398' صحیح بخاری حدیث 5884-3749' صحیح مسلم حدیث 84' مصنف ابن ماجہ حدیث 142' صحیح ابن حبان شرح السنۃ للبغوی حدیث 3992' مجمع الزوائد حدیث 15043۔ [12] ترمذی جلد 2 ص 218 حدیث 3775' مشکوٰۃ ص 571 حدیث 6169' مسند احمد جلد 4 ص 176' مجمع الزوائد جلد 9 ص 181' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 202' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 103' کنز العمال جلد 12 ص 120 حدیث 342893' ابن حبان حدیث 2240' ابن ماجہ حدیث 144' مرقاۃ جلد 11 ص 317' مستدرک حاکم جلد 3 ص 195۔

فرماتا ہے۔ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ ۔۔۔۔ (الاعراف:160)
''اور ہم نے اُنہیں بانٹ دیا بارہ قبیلے گروہ گروہ''۔ شمس العارفین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَیسے ہی میرے (نواسے حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) سے میری نسل چلے گی اور اِن کی اَولاد سے مشرق و مغرب بھریں گے۔ دیکھ لو! آج ساداتِ کرام مشرق و مغرب میں ہیں۔ اور یہ بھی دیکھ لیں حسنی سیّد تھوڑے ہیں، حسینی سیّد بہت زیادہ ہیں۔ یہ اُس فرمانِ عالی شان کا ظہور ہے۔ مگر دونوں سیّدوں کی نسل مبارک قیامت تک چلے گی۔

اِس لئے کہ حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا سیّد الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنا ہے اور نبی الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنا، اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے محبت کرنا ہے۔

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت:

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی قبلتین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جسے پسند ہو کہ جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ (حضرت) حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کو دیکھے''۔ 13

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، شافع یوم النشور حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور سیّد عرب وعجم حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود مبارک میں بیٹھ گئے اور اپنی اُنگلیاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانی داڑھی مبارک میں داخل کر دیں۔ شفیع المذنبین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کا منہ کھول کر بوسہ لیا، پھر فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ 14 ''اے اللہ (جَلّ جلالک!) میں اِس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِس سے محبت فرما اور اُس سے

---

13 نور الابصار ص 114۔ 14 نور الابصار ص 114، مستدرک حاکم جلد 3 ص 196 حدیث 178، مختصراً۔

بھی محبت فرما جو اِس سے محبت کرے“۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں: مَا رَأَیْتُ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ إِلَّا فَاضَتْ عَیْنِیْ دُمُوْعًا وَّ ذَاکَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خَرَجَ یَوْمًا فَوَجَدَنِیْ فِی الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِیَدِیْ وَاتَّکَأَ عَلَیَّ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ حَتّٰی جَآءَ سُوْقَ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ قَالَ: وَمَا کَلَّمَنِیْ فَطَافَ وَنَظَرَ ثُمَّ رَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ فَجَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ وَاحْتَبٰی وَقَالَ لِیْ اُدْعُ لِیْ لَکَاعَ فَأَتٰی حُسَیْنٌ یَشْتَدُّ حَتّٰی وَقَعَ فِیْ حِجْرِهٖ ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْ لِحْیَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَفْتَحُ فَمَ الْحُسَیْنِ فَیُدْخِلُ فَاهُ فِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ۔ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ [15] ”مَیں جب بھی (حضرت سیّدنا) اِمام حسین (رضی اللہ عنہ) کو دیکھتا‘ میری آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ اِس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ایک دن (شفیعِ اُمّت حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے‘ مَیں اُس وقت مسجد میں موجود تھا۔ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ تھام کر میرے ساتھ ٹیک لگائی۔ پھر مَیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ چلتے چلتے بنی قینقاع کے بازار تک گیا‘ اُس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے ساتھ کوئی بات چیت نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بازار کا ایک چکر لگایا اور کچھ دیکھتے رہے پھر واپس تشریف لے گئے۔ مَیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ واپس ہولیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور اِحتباء فرما کر بیٹھ گئے۔ (احتباء ایک خاص انداز میں بیٹھنے کو کہتے ہیں۔) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا: میرے پاس لکاع (چھوٹے بچے) کو بلاؤ۔ پھر (حضرت سیّدنا) اِمام حسین (رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے اور آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک سے کھیلنے لگے۔ (نبیِ رحمت حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کا منہ مبارک کھول کر اُس میں اپنا لعاب دہن ڈالتے اور ساتھ ساتھ یوں دُعا مانگتے ”اے اللہ (جَلَّ جَلالُک!) مَیں اِس سے محبت کرتا ہوں تو

---

[15] مستدرک حاکم جلد 3 ص 196 حدیث 199۔

بھی اِس سے محبت فرما"۔

معلوم ہوا کہ آقائے کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایمان والوں ہی سے نہیں چاہا کہ وہ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کریں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بھی عرض کیا کہ تو بھی اِس سے محبت فرما اور یہ بھی عرض کیا کہ (حضرت سیّدنا اِمام) حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے سے بھی محبت فرما۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے شفیعِ اُمّت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے لعابِ دہن کو اِس طرح چوستے ہیں' جیسے آدمی کھجور چوستا ہے۔ اور مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ شریف کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ اُنہوں نے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ھٰذَا اَحَبُّ الْاَرْضِ اِلٰی اَھْلِ السَّمَآءِ الْیَوْمَ "آج یہ آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں"۔

حضرت مُصْعَب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حَجَّ الْحُسَیْنُ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ حَجَّۃً مَاشِیًا [16] "حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے پیدل چل کر پچیس حج کئے"۔

آپ بڑی فضیلت کے مالک تھے اور کثرت سے نماز' زکوٰۃ' حج' صدقہ اور دیگر اُمورِ خیر ادا فرماتے تھے۔

عمدہ اور پُر حکمت اِرشاد:

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "طریقت میں آپ کے بہت سے لطیف اور بے شمار رموز ہیں اور بہت سے عمدہ اور پُر حکمت اِرشادات ہیں۔ آپ ہی کا ایک اِرشاد پاک ہے: اَشْفَقُ الْاِخْوَانِ عَلَیْکَ دِیْنُکَ "یعنی تجھ پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والا تیرا بھائی تیرا دین ہے"۔

[16] المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 115 حدیث 2844۔

اِس لئے کہ اِنسان کی نجات اُخروی دین کی متابعت میں ہے اور اِس کی ہلاکت دین کی مخالفت میں ہے۔ پس عقل مند وہ ہے کہ اپنے مہربانوں اور مشفق بھائیوں کا فرمانبردار رہے اور اُن کی شفقت کو اپنے لئے مخصوص کرے اور اُن کی خلاف ورزی نہ کرے اور بھائی وہ ہے جو نصیحت کرے اور شفقت کا دروازہ اُن پر بند نہ کرے۔ 17

اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک روز مَیں صاحب التاج حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا تو مَیں نے دیکھا کہ احمد مختار حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی پشت پر بٹھا رکھا ہے اور ایک رَسّی اپنے نورانی منہ مبارک میں ڈال رکھی ہے۔ (اور حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے اَیسے پکڑ رکھی ہے جیسے لگام) اُس کے دونوں سرے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو تھما رکھے ہیں اور وہ شافع یوم النشور حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چلا رہے ہیں اور سیّد الثقلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں۔ (اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) جب مَیں نے یہ منظر دیکھا تو مَیں نے کہا: نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكَ (اے حسین رضی اللہ عنہ آپ کی سواری بہت ہی اَچھی ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: نِعْمَ الرَّاكِبُ يَا عُمَرُ "اے عمر (رضی اللہ عنہ) سوار بھی تو بہت اچھا ہے"۔ 18

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک رات مَیں کسی حاجت کی غرض سے ابو القاسم حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا تو داعی برحق حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس طرح باہر تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (چادر کے نیچے) گود میں کچھ لیا ہوا تھا۔ مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا

17 کشف المحجوب ص 63 (فارسی)۔ 18 کشف المحجوب ذکر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ص 63 (فارسی) تاریخ الخلفاء ص 166۔

ہے؟ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِیْ ''تو جب مَیں اپنی حاجت سے فارغ ہوا''۔ (یعنی میری حاجت روائی ہو گئی) تو مَیں نے عرض کیا' آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی گود شریف میں (چادر کے نیچے) کیا ہے؟ تب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے کھولا۔ فَإِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلٰی وَرِکَیْهِ فَقَالَ هٰذَانِ وَابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا 19 ''تو (حضرت سیّدنا) اِمام حسن اور (حضرت سیّدنا) اِمام حسین (رضی اللہ عنہما) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی رانوں پر تھے۔ فرمایا یہ میرے دونوں بیٹے' میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے میرے اللہ (جَلَّ جلا لک!) مَیں اِن دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِن سے محبت فرما اور جو اِن سے محبت کرے تو اُس سے بھی محبت فرما''۔

حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا دُشمن کون؟

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سرورِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ 20 ''جس نے (حضرات) حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کی اُس نے میرے ساتھ محبت کی جس نے اِن سے دُشمنی و بُغض رکھا اُس نے میرے ساتھ دُشمنی و بُغض رکھا''۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی طرف سے اُن کے لئے جنت کے سردار ہونے کی ڈگری جاری ہوئی ہے۔ جس سے نہ کوئی خارجی اِنکار کرسکتا ہے اور نہ ہی کوئی رافضی اور چکڑالوی۔

داعی برحق حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے واشگاف اَلفاظ میں خبر غیب سنائی کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

19 مشکوٰۃ ص 570 حدیث 6165' ترمذی جلد 2 ص 217 حدیث 3769' **المعجم الصغیر للطبرانی** جلد 1 ص 199' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 12 ص 98' تاریخ ابن عساکر جلد 4 ص 319' مرقاۃ جلد 11 ص 315۔ 20 ابن ماجہ حدیث 143 ص 13' **المعجم الکبیر للطبرانی** جلد 3 ص 48' البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 33' مسند احمد جلد 2 ص 288' کنز العمال حدیث 34268۔

جنت کے جوانوں کے سردار:

(1) حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، سیّد کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ 21 "(حضرت سیّدنا اِمام) حسن اور (حضرت سیّدنا اِمام) حسین (رضی اللہ عنہما) دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں"۔

(2) حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مَیں نے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے اِجازت دیں کہ مَیں نبی آخر الزماں حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نمازِ مغرب اَدا کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کروں کہ میری اور آپ کی بخشش کے لئے دُعا فرمائیں۔ (فرماتے ہیں) مَیں معلم اِنسانیت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا۔ پھر مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نمازِ مغرب اَدا کی، یہاں تک کہ نمازِ عشاء بھی اَدا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجرہ مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔ مَیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا حُذَیْفَۃُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُکَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَلِاُمِّکَ "میری آواز کو سنا اور فرمایا یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) کیا حذیفہ ہے؟ مَیں نے عرض کیا، جی (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!) پھر فرمایا: تجھے کیا حاجت ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) اللہ (عزوجل) تیری بخشش فرمائے اور تیری والدہ کی بھی۔ بعد ازیں فرمایا: اِنَّ ھٰذَا مَلَکٌ لَمْ یَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّہٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَۃَ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ 22 "یہ فرشتہ ہے جو اِس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اِس نے اپنے

---

21 مشکوٰۃ ص 570 حدیث 6163، ترمذی حدیث 3768، ابن ماجہ حدیث 118، مسند احمد جلد 3 ص 3، مستدرک حاکم جلد 3 ص 182 حدیث 4778، مجمع الزوائد جلد 9 ص 178، مرقاۃ جلد 11 ص 314۔

22 مستدرک حاکم جلد 3 ص 164 حدیث 4722 (مختصراً)، مشکوٰۃ حدیث 6171، مرقاۃ جلد 11 ص 318، ترمذی حدیث 3781، مسند احمد جلد 5 ص 391-23۔

ربّ (کریم) سے اِجازت مانگی کہ مجھ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر سلام پڑھے اور مجھے بشارت دے کہ (حضرت سیّدہ) فاطمۃ (الزہرہ رضی اللہ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے جوانوں کے سردار ہیں''۔

پھول:

(1) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مراد المشتاقین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانَایَ مِنَ الدُّنْیَا 23 ''بے شک (حضرت اِمام) حسن اور (حضرت اِمام) حسین (رضی اللہ عنہما) دونوں دُنیا میں میرے دو پھول ہیں''۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مطلب ہے کہ حضرت سیّدنا اِمام حسن اور حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہما جنت کے دو پھول ہیں' جو مجھے عطا ہوئے ہیں۔ اِن کے جسموں سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ اِس لئے نبی الحرمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِنہیں سونگھا بھی کرتے تھے۔

محبوب احکم الحاکمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَبَا الرَّیْحَانَیْنِ ''اے دو پھولوں کے باپ تم پر سلام ہو''۔

(2) حضرت سیّدنا اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' تاجدارِ ختم نبوت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ تو (تاجدارِ اَنبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

---

23 بخاری جلد 1 ص 530' فتح الباری جلد 7 ص 142-119 حدیث 3753' عمدۃ القاری جلد 8 جز 16 ص 243' مشکوٰۃ ص 569 حدیث 6164' مسند احمد جلد 2 ص 93-85' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 12 ص 100' الادب المفرد ص 32 سانگلہ ہل' ص 16 بیروت' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 137' البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 193' مرقاۃ جلد 11 ص 314' ترمذی حدیث 3770' کنزالعمال حدیث 34251۔

نے فرمایا: (حضرت امام) حسن اور (حضرت امام) حسین (رضی اللہ عنہما)۔

آقائے کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتونِ جنت حضرت سیّدتنا بی بی فاطمۃ الزہرہ (رضی اللہ عنہا) سے فرماتے تھے: اُدْعِیْ لِیْ اِبْنَیَّ فَیَشُمُّھُمَا وَیَضُمُّھُمَا اِلَیْہِ 24 ''میرے پاس میرے بچوں کو لاؤ۔ پھر اُنہیں سونگھتے تھے اور اپنے ساتھ لپٹاتے تھے''۔

خطبہ شریف اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما:

حضرت سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' خاتم المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں خطبہ مبارک اِرشاد فرما رہے تھے کہ حضرت سیّدنا اِمام حسن اور حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہما جن پر دو سرخ قمیضیں تھیں۔ وہ دونوں چلتے تھے اور گرتے تھے۔ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَھُمَا وَوَضَعَھُمَا بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ صَدَقَ اللّٰہُ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ 25 ''(سیّدالمرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر مبارک سے اُترے اور اُن دونوں کو اُٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا: سچ فرمایا اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے کہ تمہارے مال اور تمہاری اَولاد آزمائش ہے''۔

مَیں نے اِن دونوں بچوں کو دیکھا کہ چلتے اور گرتے ہیں تو مَیں برداشت نہ کرسکا حتیٰ کہ مَیں نے اپنی بات بند کردی اور اِن دونوں کو اُٹھا لیا۔

نوٹ: خیال رہے کہ حضرات حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما) کے لئے خطبہ قطع کرنا خاتم

---

24 مشکوٰۃ ص 570 حدیث 6167-3772' ترمذی جلد 2 ص 218 حدیث 3772' درمنثور جلد 6 ص 143' فتح الباری جلد 17 ص 124' تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر (بیروت) جلد 4 ص 319' مرقاۃ جلد 11 ص 316۔ 25 مشکوٰۃ ص 571 حدیث 6168' ترمذی جلد 2 ص 218 حدیث 3774' نسائی حدیث 1585' ابن ماجہ حدیث 3600' مرقاۃ جلد 11 ص 316' ابوداؤد حدیث 1109' البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 194' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 3 ص 218' قرطبی جلد 9 جز 18' درمنثور جلد 6 ص 228' صحیح ابن خزیمہ حدیث 1801-1156۔

النبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا خصوصی اعجاز ہے۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدہ اُمامہ بنتِ ابوالعاص رضی اللہ عنہا یعنی اپنی نواسی کو کندھے پر لے کر نماز پڑھی اس طرح کہ رُکوع وسجدہ کے وقت اُنہیں زمین پر اُتار دیتے۔ نہ تو ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لئے خطبۂ جمعۃ المبارک ترک کریں اور نہ ہی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور خاتونِ جنت حضرت سیّدتنا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے جائز تھا کہ صاحبزادوں کے لئے خطبہ اور نماز چھوڑیں۔

نماز کی حالت میں پشت مبارک پر سواری:

حضرت شداد بن الہاد (رضی اللہ عنہ) اپنے والدِ گرامی حضرت الہاد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِيْ إِحْدٰى صَلَاتَيِ النَّهَارِ الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَهُوَ حَامِلُ الْحَسَنِ اَوِ الْحُسَيْنِ فَتَقَدَّمَ فَوَضَعَهٗ عِنْدَ قَدَمِهِ الْيُمْنٰى وَسَجَدَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَجْدَةً اَطَالَهَا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ بَيْنَ النَّاسِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَاجِدٌ وَاِذَا الْغُلَامُ رَاكِبٌ ظَهْرَهٗ فَقَعَدْتُ فَسَجَدْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ نَاسٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ لَقَدْ سَجَدْتَ فِيْ صَلَاتِكَ هٰذِهٖ سَجْدَةً مَا كُنْتَ تَسْجُدُهَا اَشَيْءٌ اُمِرْتَ بِهٖ اَوْ كَانَ يُوْحٰى اِلَيْكَ فَقَالَ كَلَّا لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ ابْنِيْ ارْتَحَلَنِيْ فَكَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَهٗ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ[26] "ایک دن (شفیع المذنبین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کی نمازوں ظہر یا عصر میں سے کسی ایک نماز میں تشریف لائے' آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (حضرت سیّدنا) حسن (رضی اللہ عنہ) یا (شاید حضرت سیّدنا امام) حسین (رضی اللہ عنہ) کو اُٹھایا ہوا تھا' آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آگے تشریف لے گئے' اور اپنی دائیں جانب اُن کو کھڑا کر لیا' اِس نماز میں (امام الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سجدہ کیا تو بہت لمبا کر دیا' مَیں نے سجدے سے سر اُٹھا کر دیکھا تو (حبیب کبریاء حضور

[26] مستدرک حاکم جلد 3 ص 181 حدیث 167۔

سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں تھے اور وہ بچہ (نبی رحمت حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر سوار تھا' میں کچھ دیر بیٹھا رہا' پھر سجدے میں چلا گیا' جب (سرکارِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے آج اِس نماز میں اِتنا طویل سجدہ فرمایا ہے کہ اِس سے پہلے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی اِتنا لمبا سجدہ نہیں فرمایا۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی خاص حکم عطا فرمایا گیا ہے؟ یا آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر کوئی وحی نازل ہورہی تھی؟ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: نہیں نہیں! میرا یہ بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا' مجھے اچھا نہیں لگا کہ اِس کی مرضی کے بغیر اس کو نیچے اُتاروں''۔

(2) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الْعِشَاءَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ وَإِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اَخَذَهُمَا فَوَضَعَهُمَا وَضْعًا رَقِيْقًا فَإِذَا عَادَ عَادَا فَلَمَّا صَلّٰى جَعَلَ وَاحِدًا هٰهُنَا وَوَاحِدًا هٰهُنَا فَجِئْتُهٗ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ اَلَا اَذْهَبُ بِهِمَا اِلٰى اُمِّهِمَا قَالَ: لَا فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَقَالَ: اَلْحَقَا بِاُمِّكُمَا فَمَا زَالَا يَمْشِيَانِ فِيْ ضَوْئِهَا حَتّٰى دَخَلَا [27] ''ہم (سیّدِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نمازِ عشاء اَدا کررہے تھے' دورانِ نماز (حضرت اِمام) حسن (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت اِمام) حسین (رضی اللہ عنہ) حضور (نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی پشت مبارک پر چڑھ گئے' جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے سجدے سے سر اُٹھایا تو بہت نرمی کے ساتھ اُن کو نیچے اُتار دیا اور جب دوبارہ سجدہ کیا تو اِن دونوں نے پھر اسی طرح کیا۔ جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کو ایک جانب اور دوسرے کو دوسری جانب بٹھا لیا۔ مَیں نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب ہوکر عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) کیا میں اِن کو اِن کی امّاں کے پاس چھوڑ آؤں؟ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اِنکار فرما دیا۔ پھر ایک بجلی سی چمکی' آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے (حضرت

---

[27] مستدرک حاکم جلد 3 ص 183 حدیث 168۔

اِمام) حسن اور (حضرت اِمام) حسین (رضی اللہ عنہما) سے فرمایا: تم دونوں اپنی اَمّاں کے پاس چلے جاؤ' چنانچہ دونوں اِس کی چمک میں چلتے چلتے گھر پہنچ گئے''۔

نواسوں کو دَم اور تعویذ سے نوازنا:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَّھَآمَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَآمَّۃٍ وَّیَقُوْلُ اِنَّ اَبَا کُمَا کَانَ یُعَوِّذُ بِھَا اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحَاقَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ 28'' (سرورِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت اِمام) حسن اور (حضرت اِمام) حسین (رضی اللہ عنہما) پر یوں تعویذ کرتے کہ مَیں تمہیں اللہ (عزوجل) کے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں' ہر شیطان اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر بیمار کرنے والی نظر سے اور فرماتے تمہارے باپ (حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) اور (حضرت) اسحاق (علیہ السلام) کو تعویذ کرتے تھے''۔

کلمات اللہ سے مراد سارے اَسمائے اِلٰہیہ ہیں چونکہ وہ ہر نقص اور خرابی سے پاک ہیں۔ اِس لئے اُنہیں تامّات کہا گیا ہے۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کی پناہ لینا ضروری ہے ایسے ہی اُس کے اَسمائے مبارکہ کی پناہ لینا بھی ضروری ہے۔ (مرآۃ جلد 2 ص 409 حاشیہ 3)

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی جرأت وسخاوت:

خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مَیں (حضرت سیّدنا) حسن (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت سیّدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) کو لے کر سرورِ کون ومکاں حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایامِ دُنیا میں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ فراش تھے' حاضر ہوئی اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی

---

28 بخاری حدیث 3371' مشکوٰۃ حدیث 1535' مرقاۃ جلد 4 ص 14' ترمذی حدیث 2060' ابن ماجہ حدیث 3525' مسند احمد جلد 1 ص 270' تفسیر کبیر جلد 9 ص 176۔

اللہ تعالیٰ علیک وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں نواسے ہیں' انہیں کچھ عطا فرمائیے تو سرورِ کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَمَّا حَسَنٌ فَلَهُ هَيْبَتِي وَسُودَدِي وَاَمَّا حُسَيْنٌ فَلَهُ جُرْأَتِي وَجُودِي 29 ''(حضرت) حسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے میری ہیبت وسیادت ہے اور (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) کیلئے میری جرأت و سخاوت ہے''۔

واقعہ: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' مَیں نے ایک حکایت میں دیکھا ہے' ایک دن کوئی شخص آپ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا' اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! مَیں ایک درویش آدمی ہوں' عیال دار ہوں' مجھے آج اپنی طرف سے کھانے پینے کے لئے کچھ عنایت فرمائیے۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا' بیٹھ جاؤ' ابھی ہمارا روزینہ آ رہا ہے۔ کچھ دیر کے بعد لوگ حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہزار ہزار دینار کی پانچ تھیلیاں لائے۔ اُن لوگوں نے کہا حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آپ سے معافی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِس رقم کو حاجت مندوں کے لئے خرچ فرمائیں۔

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے وہ پانچوں تھیلیاں اُس درویش کو دے دیں اور اُس سے معافی مانگی کہ تجھے یہاں کافی دیر تک بیٹھنا پڑا اور یہ بہت ہی بے قدر عطیہ ہے۔ ہمیں معذور سمجھو۔ 30

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی شہرت:

اَحادیثِ کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سیّدِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی بار بار اِطلاع دی گئی اور حضور نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اِس کا بارہا ذکر فرمایا اور یہ شہادت حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے عہدِ طفلی ہی میں خوب مشہور ہو چکی تھی اور سب کو معلوم

29 اشرف المؤید ص 72' البدایۃ والنہایۃ جلد 4 ج 8 ص 143 ' کنز العمال حدیث 3450' 18839' 37709۔ 30 کشف المحجوب شریف ص 63 (فارسی)۔

ہو گیا تھا کہ آپ کے شہید ہونے کی جگہ کربلا ہے بلکہ وہ اِس کے چپہ چپہ کو پہچانتے تھے اور اُنہیں خوب معلوم تھا کہ شہداء کربلا کے اُونٹ کہاں باندھے جائیں گے' اُن کا سامان کہاں رکھا جائے گا اور اُن کے خون کہاں بہائے جائیں گے؟

سیّد الشہداء حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی بھی شہرت ہو گئی۔ اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کبار و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے جاں نثار سبھی لوگ آپ کے زمانۂ شیر خوارگی ہی میں جان گئے تھے کہ یہ فرزندِ اَرجمند ظلم و ستم کرنے والوں کے ہاتھوں شہید کیا جائے گا جیسا کہ اُن اَحادیثِ کریمہ سے ثابت ہے جو آپ کی شہادت کے بارے میں وارد ہیں۔

اَرضِ طف مقامِ شہادت

حدیث شریف نمبر 1:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: أَخْبَرَنِي جِبْرَئِيلُ أَنَّ ابْنِي الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بَعْدِي بِأَرْضِ الطَّفِّ وَجَاءَنِي بِهٰذِهِ التُّرْبَةِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهَا مَضْجَعُهُ [31] ''مجھے (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی کہ میرا بیٹا (حضرت اِمام) حسین (رضی اللہ عنہ) میرے بعد اَرضِ طف میں شہید کیا جائے گا۔ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) نے مجھے اُس مقام کی یہ مٹی لا کر دی ہے اور بتایا ہے کہ یہ زمین (حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی) شہادت گاہ بنے گی''۔

---

[31] المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 188' کنز العمال جلد 12 ص 123 حدیث 34299' مستدرک حاکم جلد 3 ص 197 حدیث 4826 (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ارض طف)' مجمع الزوائد جلد 9 ص 188 حدیث 2814۔

کربلا مقامِ شہادت

حدیث شریف نمبر2:

ابن السکن اور مُحیِ السُّنَّۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصحابہ اور (حضرت) ابو نعیم (رحمۃ اللہ علیہ) نے نقل کیا ہے کہ حضرت سیّدنا اَنس بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا یُقْتَلُ بِاَرْضٍ یُقَالُ لَھَا کَرْبَلَاءُ فَمَنْ شَھِدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَلْیَنْصُرْہُ [32] ''مَیں نے (سیّدالکونین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا یہ بیٹا (حسین رضی اللہ عنہ) جس جگہ شہید کیا جائے گا اُس کا نام کربلا ہے۔لہٰذا جو شخص تم میں سے اُس وقت وہاں حاضر ہو وہ ضرور اُن کی مدد کرے''۔

حضرت سیّدنا اَنس بن حارث رضی اللہ عنہ معرکہ کربلا میں حاضر ہوئے اور حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حدیث شریف نمبر3:

حضرت سیّدنا اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارش کے فرشتہ نے سیّدِ کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ پاک میں حاضری دینے کے لئے خداوندِ قدوس سے اِجازت حاصل کی' جب وہ فرشتہ اِجازت ملنے پر بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا تو اُس وقت حضرت (سیّدنا اِمام) حسین رضی اللہ عنہ آئے اور حضور نبی کریم رءُوف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے۔تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کو چومنے اور پیار کرنے لگے۔ فرشتہ نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) کیا آپ (حضرت سیّدنا اِمام) حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں؟ سیّدالکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں! اُس نے عرض کیا: اِنَّ اُمَّتَکَ سَتَقْتُلُہٗ ''آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اُمّت (حضرت سیّدنا اِمام) حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کردے گی''۔اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) چاہیں تو مَیں اُن کی

[32] البدایہ والنہایہ جلد4 ج8 ص188۔

شہادت گاہ (کی مٹی) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دِکھا دوں۔ پھر وہ فرشتہ سرخ مٹی لایا جسے (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کپڑے میں لے لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ سیّد العالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے اُمّ سلمٰی (رضی اللہ تعالیٰ عنکِ!) جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین (رضی اللہ عنہ) شہید کر دیا گیا ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمٰی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اُس مٹی کو شیشی میں بند کر لیا جو (حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے دن خون بن گئی''۔ 33

حدیث شریف نمبر 4:

اَمیرِ المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جنگ صفّین کے موقع پر کربلا سے گزر رہے تھے کہ ٹھہر گئے اور اُس زمین کا نام دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا' اِس زمین کا نام کربلا ہے۔ کربلا کا نام سنتے ہی بہت روئے۔ پھر فرمایا کہ ایک روز مَیں خاتم المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے ہیں' مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں رو رہے ہیں؟ تو اِمام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَبھی اَبھی میرے پاس (حضرت) جبریل (علیہ السلام) آئے تھے' اُنہوں نے مجھے خبر دی: اِنَّ وَلَدِی الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِشَاطِیِ الْفُرَاتِ بِمَوْضِعٍ یُّقَالُ لَهٗ كَرْبَلَاءُ 34 ''میرا بیٹا (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) دریائے فرات کے کنارے اُس جگہ پر شہید کیا جائے گا جس کو کربلا کہتے ہیں''۔

حدیث شریف نمبر 5:

حضرت سیّدہ اُمّ فضل بنتِ حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہے' اِمام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ

---

33 صواعق محرقہ ص 118۔ 34 البدایۃ والنہایۃ جلد 4 ج 8 ص 188۔

سَتَقْتُلُ ابْنِي هٰذَا يَعْنِي الْحُسَيْنَ وَاَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَآءَ 35 ''میرے پاس (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور مجھے یہ خبر دی کہ میری اُمّت عنقریب میرے اِس بیٹے (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر دے گی اور (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) نے مجھے اُس جگہ (مقام شہادت) کی تھوڑی سی سرخ مٹی بھی لا کر دی''۔

حدیث شریف نمبر 6:

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے قائد المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کے لئے اِجازت حاصل کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اُس کو اِجازت عطا فرما دی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ سیّد المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس وقت اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رونق افروز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے اُمّ سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنکِ!) دروازے کا اَچھی طرح سے خیال رکھنا کوئی اَندر نہ آنے پائے۔ چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا دروازے پر نگہبانی فرما رہی تھیں کہ اِتنے میں حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور زبردستی رحمۃ للعالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اَندر چلے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُوپر کھیلنے کودنے لگے تو شمس العارفین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کو اپنی گود میں لے کر چومنے اور پیار کرنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر اُس فرشتہ نے سیّد الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا' اَتُحِبُّهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهٗ وَاِنْ شِئْتَ اُرِيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِيْ يُقْتَلُ بِهٖ فَاَرَاهُ فَجَآءَ بِسَهْلَةٍ اَوْ تُرَابٍ اَحْمَرَ فَاَخَذَتْهُ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَتْهُ فِيْ ثَوْبِهَا 36

35 مشکوٰۃ ص 572' حدیث 6180' مرقاۃ جلد 11 ص 325' مستدرک جلد 3 ص 194 حدیث 4818' دلائل النبوۃ جلد 6 ص 396' کنز العمال جلد 12 ص 123' فتح الباری جلد 3 ص 216-209۔ 36 مجمع الزوائد جلد 9 ص 187' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 106 حدیث 2813' مسند احمد جلد 3 ص 242۔

’’(یارسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِن سے محبت فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! مَیں اِن سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے عرض کیا‘ نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت عنقریب شہید کردے گی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دِکھادوں جہاں اِن کو شہید کیا جائے گا۔ اِس کے بعد اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک باریک سرخ مٹی دِکھائی۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر اپنے کپڑے میں محفوظ رکھ لی‘‘۔

حدیث شریف نمبر 7:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتنا اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں‘ آپ فرماتی ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ اضْطَجَعَ ذَاتَ یَوْمٍ فَاسْتَیْقَظَ وَھُوَ حَاسِرٌ وَفِیْ یَدِہٖ تُرْبَۃٌ حَمْرَآءُ یُقَلِّبُھَا قُلْتُ مَا ھٰذِہِ التُّرْبَۃُ یَارَسُوْلَ اللہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اَنَّ ھٰذَا یَعْنِی الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِاَرْضِ الْعِرَاقِ وَھٰذِہٖ تُرْبَتُھَا [37] ’’(نبی الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز سو رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً جاگ اُٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین اور پریشان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھوڑی سی سرخ مٹی تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُلٹ پلٹ رہے تھے۔ مَیں نے عرض کیا‘ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے (حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے یہ خبر دی ہے کہ یہ (میرا بیٹا حضرت سیّدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) **عراق** کی زمین پر شہید کیا جائے گا اور یہ اُس مقام کی مٹی ہے‘‘۔

قاتل اَبلَق رنگ کا کتا

حدیث شریف نمبر 8:

حضرت سیّدنا محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ ہم کربلا میں **نہر فرات** پر حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے

37۔ مستدرک حاکم جلد 4 ص 440 حدیث 398۔

شمر ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا: صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی کَلْبٍ اَبْقَعَ یَلَغُ فِیْ دِمَآءِ اَھْلِ بَیْتِیْ 38 ''اللہ (عزوجل) اور اُس کے (عظیم سچے آخری) رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ (نبی قبلتین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا' مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ایک **ابلق رنگ کا کتا** میرے اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کے خون میں منہ مار رہا ہے''۔

رحمۃ للعالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قاتلِ اہلِ بیت کو **ابلق رنگ** کا کتا یعنی سفید داغ والا کتا قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِرشاد کے مطابق قاتلِ اِمام شمر ذی الجوشن کے جسم پر کوڑھ اور برص کی بیماری کے باعث سفید داغ تھے۔

حدیث شریف نمبر 9:

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ' سیّد عرب وعجم حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس وقت اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دولت کدہ میں جلوہ اَفروز تھے اور حضرت جبرائیلِ اَمین علیہ السلام بھی شفیعِ اُمّت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر تھے۔ حضرت سیّدنا جبرائیلِ اَمین علیہ السلام نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت اِن کو شہید کردے گی اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہیں تو مَیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہ جگہ بتادوں جہاں اِن کو شہید کیا جائے گا۔ پھر (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) نے ہاتھ سے **عراق** کی جانب **طف** کی طرف اِشارہ کیا اور اُس جگہ کی سرخ مٹی بھی اُٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دِکھائی۔ 39

حضرت اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی حدیث شریف ایک دوسرے طریق کے ساتھ حضرت سیّدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موصولاً بھی روایت کی ہے۔

---

38 البدایہ والنہایہ جلد 4 ج 8 ص 178۔ 39 مجمع الزوائد جلد 9 ص 188۔

حدیث شریف نمبر 10:

حضرت یحییٰ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت یحییٰ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جنگِ **صفین** کے سفر میں میں اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ تھا۔ جب آپ **نینوی** (کربلا) کے برابر پہنچے تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا: صَبْرًا اَبَا عَبْدِ اللہِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ مَا ذَا قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ قَالَ حَدَّثَنِیْ جِبْرَائِیْلُ اِنَّ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ وَاَرَانِیْ قَبْضَۃً مِّنْ تُرْبَتِہٖ [40] ''اے (حضرت) ابوعبداللہ (اِمام حسین رضی اللہ عنہ)! **فرات** کے کنارے صبر کرنا۔ مَیں نے عرض کیا' کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: (صاحب التاج حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام نے بتایا ہے کہ حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو نہر **فرات** کے کنارے پر شہید کیا جائے گا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اُس جگہ کی مٹھی بھر مٹی دِکھائی''۔

ایک لاکھ چالیس ہزار کا قتل

حدیث شریف نمبر 11:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَوْحَی اللہُ تَعَالٰی اِلٰی مُحَمَّدٍ اِنِّیْ قَتَلْتُ بِیَحْیَی بْنِ زَکَرِیَّا سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَّاِنِّیْ قَاتِلٌ بِابْنِ ابْنَتِكَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَّ سَبْعِیْنَ اَلْفًا ھٰذَا لَفْظُ حَدِیْثِ الشَّافِعِیِّ وَفِیْ حَدِیْثِ الْقَاضِیِّ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ کَامِلٍ اِنِّیْ قَتَلْتُ عَلٰی دَمِ یَحْیٰی بْنِ زَکَرِیَّا وَاِنِّیْ قَاتِلٌ عَلٰی دَمِ بْنِ ابْنَتِكَ [41] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے (احمد مختار حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ مَیں نے (حضرت) یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کے بدلے میں ستر ہزار لوگ مارے تھے جبکہ میں

---

[40] البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 188۔ [41] البدایۃ اوالنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 190' مستدرک حاکم جلد 3 ص 196 حدیث 178۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نواسے کے بدلے اِس سے دُگنے لوگ موت کے گھاٹ اُتاروں گا''۔ یہ لفظ (حضرت اِمام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے ہیں۔ جبکہ حضرت قاضی ابوبکر بن کامل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ اَلفاظ ہیں: ''مَیں نے یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کے خون کے بدلے میں (ستر ہزار لوگ) قتل کیے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نواسے کے خون کے بدلے (اِس سے دُگنے لوگ) قتل کروں گا''۔

بوقتِ شہادت حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر:

آپ نے یومِ عاشورہ یعنی محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو بروز جمعۃ المبارک 61ھ میں شہادت پائی۔ اُس وقت آپ کی عمر مبارک چھپن سال پانچ ماہ اور پانچ دن (56 سال 5 ماہ اور 5 دن) تھی۔

دِلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شہادتِ اِمام کا اثر:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' ایک روز مَیں دِن کے وقت قیلولہ کرتے ہوئے خواب میں احمد مختار حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مَیں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اَقدس کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں خون سے لبالب بھری ہوئی ایک بوتل ہے۔ مَیں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) اِس بوتل میں یہ خون کیسا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ اِلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيَ ذَالِكَ الْوَقْتَ فَوَجَدْتُّ قَدْ قُتِلَ ذَالِكَ الْيَوْمَ 42 ''یہ (حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں رضی اللہ عنہم کا خون ہے جو آج کے دن صبح سے مَیں جمع کرتا رہا ہوں۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مَیں نے اُس وقت اور دن کو یاد رکھا۔ بعد میں مجھے خبر ملی تو معلوم ہوا کہ حضرت سیّدنا اِمام

42 مشکوٰۃ ص 572 حدیث 6181' مسند احمد جلد 1 ص 283-243-242' دلائل النبوۃ جلد 6 ص 471' البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 189' مرقاۃ جلد 11 ص 325' مستدرک حاکم جلد 4 ص 440 حدیث 8201۔

حسین رضی اللہ عنہ کو اُسی روز شہید کیا گیا"۔

حضرت سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتنا اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔آپ فرماتی ہیں: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ شَھِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا 43 "مجھے خواب میں (امام الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سرِ اقدس اور ڈاڑھی مبارک پر گرد وغبار پڑا ہوا ہے۔ مَیں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) یہ کیا حال ہے؟۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ابھی (حضرت سیّدنا امام) حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ (کربلا) میں گیا تھا"۔

مختلف اَحادیث مبارکہ میں وحی جلی کے ذریعے اِس بات کے بارے میں پیشگی طور پر مطلع کر دیا گیا کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اِتنے واضح اَلفاظ میں اِس بات کی تشہیر کر دی گئی تو شافع یوم النشور حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے دُعا کیوں نہ فرمائی کہ واقعہ پیش نہ آئے؟ جب کہ حدیث شریف میں ہے: لَا یَرُدُّ الْقَدْرَ اِلَّا الدُّعَاءُ 44 "تقدیر نہیں ٹلتی مگر دُعا سے"۔

سیّد الثقلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو دُعا فرما کر تقدیر میں

---

43 ترمذی جلد 2 ص 218' مشکوٰۃ ص 570 حدیث 6166' تاریخ الخلفا ص 166' مستدرک حاکم جلد 4 ص 20 حدیث 6764' مسند احمد جلد 2 ص 422' **المعجم** الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 131' درمنثور جلد 5 ص 199' مجمع الزوائد جلد 9 ص 169' **المعجم** الصیغر للطبرانی جلد 5 ص 207' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 12 ص 96' ابن ماجہ ص 14' مرآۃ جلد 8 ص 428' مرقاۃ جلد 11 ص 315۔ 44 مسند احمد جلد 8 ص 281-280-277' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10 ص 442' درمنثور جلد 1 ص 195' جلد 2 ص 237' کنز العمال جلد 2 ص 68-66' مستدرک حاکم جلد 1 ص 493' **المعجم** الکبیر للطبرانی جلد 2 ص 97' جلد 6 ص 308۔

تبدیلی کروا سکتے تھے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا میں راضی تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ○ (ترجمہ) قریب یہ ہے کہ "اور بے شک آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا رب (کریم) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اِتنا دے گا کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) راضی ہو جائیں گے"۔ جن کا حکم بحروبر میں نافذ ہے، جنہیں شجروحجر سلام کرتے ہیں، چاند جن کے اِشاروں پر چلا کرتا ہے، جن کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے بلکہ بحکمِ اِلٰہی کونین کے ذرّہ ذرّہ پر جن کی حکومت ہے، وہ ابوالقاسم حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، پیارے نواسے کے شہید ہونے کی خبر پا کر آنکھوں سے آنسو تو بہاتے ہیں قلبی اور ذہنی طور پر صدمہ محسوس فرماتے ہیں مگر نواسے کو اِس اِمتحان سے بچانے کے لئے بارگاہِ اِلٰہی میں دُعا نہیں فرماتے اور نہ اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بارگاہِ ربِّ ذوالجلال والاکرام میں اِلتجا کرتے ہیں اور نہ ہی حضرت خاتونِ جنت سیّدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی خبر نے تو دِل وجگر پارہ پارہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دُعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو اِس دِل خراش اِمتحان سے محفوظ رکھے۔ اہلِ بیت، اَزواجِ مطہرات اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سب لوگ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر سنتے ہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں کوئی دُعا کر کے درخواست پیش نہیں کرتے جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا کی شان یہ ہے کہ:

اِجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دُلہن بن کے نکلی دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اِجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو بچانے کے لئے دُعا نہیں فرمائی اور نہ داعی برحق حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی نے اِس کے بارے میں دُعا کرنے کی درخواست پیش کی' صرف اِس لئے کہ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا اِمتحان ہو' اُن پر تکالیف ومصائب کے پہاڑ ٹوٹیں اور وہ اِمتحان میں کامیاب ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے پیارے ہوں کہ اَب نبی کوئی ہو نہیں سکتا تو نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا درجہ اُسی طرح بلند سے بلند تر ہوجائے اور رَضائے اِلٰہی حاصل ہونے کے ساتھ دُنیا وآخرت میں اُن کی عظمت ورِفعت کا بول بالا بھی ہوجائے۔

بدباطن اور دراز زبان لوگ کیا کہتے ہیں؟

بعض لوگ یزید پلید کی حمایت میں حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہوئے زبانِ طعن دراز کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے حکومتِ وقت کی اِطاعت نہ کرکے فساد پیدا کیا اور بغاوت کی۔ (نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ)

اَیسی باتیں کرنے والے اِس حقیقت سے ناآشنا ہیں کہ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ تو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اُن کی طرف فساد اور بغاوت کی نسبت کرنا حرام ہے۔

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو فسادی کہنا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم اور نبی آخر الزماں حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کی توہین اور قرآنِ مجید کی تکذیب کرنا ہے۔ اَب یہ فیصلہ قارئینِ کرام کریں' اَیسا شخص کون ہوسکتا ہے؟ رَبّ ذوالجلال والاکرام اپنے کلام قدیم قرآنِ مجید میں اِرشادِ مبارک فرماتا ہے:۔۔۔اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ [45] "بے شک اللہ (جل جلالہ) فسادیوں سے محبت نہیں فرماتا" اور فرمایا:۔۔۔وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ [46] "اور اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) فساد کو پسند

---

[45] سورۃ القصص:77۔ [46] البقرۃ:205۔

نہیں فرماتا''۔

سرورِ کون ومکاں حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب بارگاہِ ربِّ ذوالجلال والاکرام میں گذارش کی تھی۔اے میرے اللہ جلّ جلا لک! میں اِن دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِن سے محبت فرما۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ سلطانہٗ نے نہ صرف یہ کہ اُن کو اپنی محبت سے نوازا بلکہ جنت کے جوانوں کا سردار بھی بنا دیا۔

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ سچائی کے علمبردار:

یہ حقیقت ہے کہ میدانِ کربلا میں یزیدی فوجوں کے مقابلے میں حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا ڈٹ جانا سچائی' تقوے اور حقانیت کی دلیل ہے۔

کیونکہ سیّدالکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بیٹے کو کربلا میں شہید کیا جائے گا جو کوئی اُس موقع پر موجود ہو وہ میرے بیٹے حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کرے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمانِ عالی شان قرآنِ مجید کی اُس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں دیکھنا چاہیے جس میں فرمانِ خداوندی ہے کہ۔۔۔وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۔۔۔ (المائدۃ: 2) ''اور نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو''۔

بعض بے خبر لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے کرسیٔ (اِقتدار) کی خاطر اپنی جان قربان کردی۔یہ بات اِنتہائی باغیانہ حیرت انگیز' افسوس ناک اور دِل خراش ہے کیونکہ کرسی کے لئے تو صرف حاکم وقت کی ہاں میں ہاں ملانے کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ بات اِتنی عام فہم ہے جس میں حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ جیسی پاکیزہ وعظیم شخصیت پر اِقتدار کا بہتان لگانا اِنتہائی ظلم اور نا اِنصافی ہے۔بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور معلم اِنسانیت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیت پہنچانے والی بات ہے کہ جس ہستی کو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم جنت کے جوانوں کا سردار نامزد کررہا ہو اور جس سے نبی الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم محبت فرماتے ہوں

وہ کرسیٔ (اقتدار) کے لالچ میں سارے کا سارا کنبہ کیسے شہید کروا سکتی ہے؟

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی حسین زندگی کے بے مثال پہلو کو بایں اَلفاظ کشف المحجوب شریف میں حضرت سیّدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

''وی از محققانِ اولیاء بود وقبلہ اہلِ صفا۔۔۔۔۔۔۔۔تا حق ظاہر بود مرحق را متابع بود چوں حق مفقود شد شمشیر برکشید وتا جانِ عزیز را فداء خدای عزوجل نکرد نیار امید''۔ 47

''حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ جو محققانِ اُولیاءکرام سے ہیں اور قبلہ اہلِ صفا ہیں۔ جب تک حق ظاہر رہا حق کی متابعت کرتے رہے اور جب حق مفقود ہوا تو تلوار اُٹھائی یہاں تک کہ اپنی جانِ عزیز کو اللہ عزوجل کی راہ میں فدا کر دیا اور جب تک جان فدا نہ فرمادی آپ نے آرام نہ فرمایا''۔

اِس واقعہٗ فاجعہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انتہائی تکلیف ہوئی اور مشیّتِ ایزدی بھی یہ اَندوہناک منظر ملاحظہ کرتی رہی کہ کس طرح نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیارے نواسے (رضی اللہ عنہ) کو کس بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِمام المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اِس عظیم سانحہ کے بعد خواب میں پریشان حالت میں دیکھا جس کا ذکر اَحادیثِ مبارکہ میں مذکور ہے۔

حضرت سیّدہ سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ مَیں اُمّ المومنین حضرت سیّدتنا اُمّ سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں۔ مَیں نے پوچھا کون سی چیز آپ کو رولا رہی ہے؟ فرمانے لگیں رَاَیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ یَعۡنِیۡ فِی الۡمَنَامِ وَعَلٰی رَأۡسِہٖ وَلِحۡیَتِہِ التُّرَابُ فَقُلۡتُ مَالَكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ شَہِدۡتُّ قَتۡلَ

47 کشف المحجوب ص63 (فارسی)۔

الْحُسَيْنِ آنِفًا 48 ''مَیں نے (نبی الحرمین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا یعنی خواب میں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ انور اور ریش مبارک پر مٹی ہے' تو مَیں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا: شہادت گاہِ حسین (رضی اللہ عنہ) میں حاضر تھا''۔

یقیناً حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف بولنے' والے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اور محبوب احکم الحاکمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم' قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کے خلاف گفتگو کرتے ہیں اور قاتلوں کے وکیل ہیں۔ یہ بے اَدب اور ظالم لوگ اِس فانی دُنیا میں عوام الناس کے اَذہان کو خراب کر رہے ہیں۔ کل تاجدارِ ختم نبوت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کس منہ سے پیش ہوں گے؟

یقیناً یزید کی حمایت کرنے والے لوگ جناب سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے وکیلوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اِن کی جنگ تاجدارِ اَنبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے اور جس کی جنگ آقائے کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو تو ملاحظہ کریں۔

(1) حضرت سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' خاتم النبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ أَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ 49 ''فرمایا (امیر المؤمنین حضرت

---

48 ترمذی جلد 2 ص 218' مشکوٰۃ ص 570' تاریخ الخلفاء ص 166' مستدرک حاکم جلد 4 ص 20 حدیث 6762 (عن سلمان رضی اللہ عنہ)' مسند احمد جلد 2 ص 422' **المعجم** الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 31' درمنثور جلد 5 ص 199' مجمع الزوائد جلد 9 ص 169' **المعجم** الصغیر للطبرانی جلد 5 ص 207' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 12 ص 96' مشکوٰۃ ص 570' مرآۃ جلد 8 ص 428' ابن ماجہ ص 14۔ 49 مستدرک حاکم جلد 3 ص 161 حدیث 4714' مسند احمد جلد 2 ص 422' **المعجم** الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 31' درمنثور جلد 5 ص 199' مجمع الزوائد جلد 9 ص 169' **المعجم** الصغیر للطبرانی جلد 5 ص 407' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 12 ص 96' مشکوٰۃ ص 570' مرآۃ جلد 8 ص 468' ابن ماجہ ص 14' البدایہ والنہایہ جلد 4 جز 8 ص 193۔

سیّدنا) علی‘ (حضرت سیّدتنا) فاطمہ‘ (حضرت سیّدنا اِمام) حسن اور (حضرت سیّدنا اِمام) حسین (رضی اللہ عنہم) سے‘ جو اِن سے لڑے‘ مَیں اُن سے لڑنے والا ہوں اور جو اِن سے صلح کرے میں اُس سے صلح کرنے والا ہوں‘‘۔

کاش! وہ مردود اور ظالم لوگ جنہوں نے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرایا اور شہید کردیا‘ اُنہوں نے اور وہ لوگ جو قاتلانِ حسین (رضی اللہ عنہ) کی حمایت کرنے والے ہیں‘ اُنہوں نے شفیع المذنبین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذیل میں رقم حدیثِ پاک پڑھی ہوتی اور پچھلے صفحات پر لکھی ہوئی آیاتِ قرآنیہ اور اَحادیثِ مقدسہ کا مطالعہ کیا ہوتا۔

اہل بیت رضی اللہ عنہم مثل کشتیٔ نوح:

حضرت سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کعبۃ اللہ کا بابِ مقدس پکڑے ہوئے فرمایا کہ مَیں نے رحمۃ للعالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِىْ مِنْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَّنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ 50 ’’خبردار! آگاہ رہو کہ تم میں میرے اہل بیت (رضی اللہ عنہم) کی مثال کشتیٔ نوح (علیہ السلام) کی طرح ہے جو اِس میں سوار ہوگیا وہ نجات پاگیا اور جس نے اِس سے اِختلاف کیا اور اِس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا‘‘۔

شہادتِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ:

اِمام عالی مقام حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دیگر فرشتوں سے بذریعۂ وحی نازل ہوا۔ پھر مقامِ شہادت کا تعین اور نشاندہی فرمائی گئی‘ اِس جگہ کا نام بتادیا گیا‘ پھر شہادت کا وقت زمانہ اور تاریخ بھی بتا

50 مستدرک حاکم جلد 3 ص 163 حدیث 151‘ مشکوٰۃ ص 573 حدیث 6183‘ کنز العمال شریف 34144‘ مرقاۃ جلد 11 ص 326۔

دی گئی کہ وہ 60ھ کے آخر اور 61ھ کے شروع میں واقع ہوگی۔

شہدائے اہل بیت:

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے اہلِ بیت میں سے درج ذیل حضرات نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیّدنا **عباس**' حضرت سیّدنا **عثمان**' حضرت سیّدنا **محمد**' حضرت سیّدنا **عبداللہ** اور حضرت سیّدنا **جعفر** رضی اللہ عنہم۔ یہ پانچوں اَمیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور حضرت سیّدنا اِمام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائی۔

حضرت سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے چار صاحبزادے۔ حضرت سیّدنا **قاسم**' حضرت سیّدنا **عبداللہ**' حضرت سیّدنا **عمر** اور حضرت سیّدنا **ابوبکر** رضی اللہ عنہم۔

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے اپنے دو لختِ جگر ایک تو حضرت سیّدنا **علی اکبر** رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے والدِ بزرگوار کے سامنے ہی دشمنوں سے بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور دوسرے حضرت سیّدنا **عبداللہ** (اِن کا مشہور نام **علی اصغر** ہے) اِنہوں نے میدانِ کربلا میں شیرخوارگی میں ہی شہادت پائی۔ یہ اپنے والدِ بزرگوار کی گود میں تھے کہ اَچانک کسی ظالم کا تیر آلگا اور اِس ننھے شہید نے باپ کے ہاتھوں میں ہی تڑپ کر جان دے دی۔ اِس کے علاوہ آپ کے ساتھ حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے دو صاحبزادوں حضرت سیّدنا **محمد** اور حضرت سیّدنا **عون** رضی اللہ عنہما نے بھی راہِ حق میں جان دے کر مرتبہ شہادت پایا۔

شہادتِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد:

حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا کے میدان میں شہید کیا گیا' آپ کی شہادت کا واقعہ بہت طویل اور دِل سوز ہے جس کو لکھنے اور سننے کی دَردمند اِنسان میں طاقت نہیں ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ 16 اہل بیت رضی اللہ عنہم (گھر کے لوگ) شہید ہوئے جبکہ کل 72 اَفراد شہید

ہوئے۔ وَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ مَكَثَتِ الدُّنْيَا سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَالشَّمْسُ عَلَى الْحِيْطَانِ كَالْمَلَاحِفِ الْمُعَصْفَرَةِ وَالْكَوَاكِبُ يَضْرِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَكَانَ قَتْلُهٗ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَكَسَفَتِ الشَّمْسُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَاحْمَرَّتْ آفَاقُ السَّمَاءِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ بَعْدَ قَتْلِهٖ ثُمَّ لَا زَالَتِ الْحُمْرَةُ تُرٰى فِيْهَا بَعْدَ ذَالِكَ وَلَمْ تَكُنْ تُرٰى فِيْهَا قَبْلَهٗ 51 ''آپ کی شہادت کے واقعہ کے بعد سات دن تک اندھیرا چھایا رہا۔ دیواروں پر دھوپ کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور بہت سے ستارے بھی ٹوٹے' آپ (رضی اللہ عنہ) کی شہادت 10 محرم الحرام 61 ہجری کو واقع ہوئی۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے دن سورج گرہن میں آ گیا تھا' مسلسل چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سرخ رہے' بعد میں رفتہ رفتہ وہ سرخی جاتی رہی۔ البتہ اُفق کی سرخی جس کو شفق کہا جاتا ہے۔ آج تک موجود ہے یہ سرخی شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے موجود نہیں تھی''۔

وَقِيْلَ اِنَّهٗ لَمْ يُقْلَبْ حَجَرٌ بَيْتِ الْمَقْدِسِ يَوْمَئِذٍ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهٗ دَمٌ عَبِيْطٌ وَصَارَ الْوَرْسُ الَّذِيْ فِيْ عَسْكَرِهِمْ فَكَانُوْا يَرَوْنَ فِيْ لَحْمِهَا مِثْلَ النِّيْرَانِ وَطَبَخُوْهَا فَصَارَتْ مِثْلَ الْعَلْقَمِ وَ تَكَلَّمَ رَجُلٌ فِي الْحُسَيْنِ بِكَلِمَةٍ فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ مِنَ السَّمَاءِ فَطَمَسَ بَصَرَهٗ 52 ''بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ شہادتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دن بیت المقدس میں جو پتھر بھی اُٹھایا جاتا تھا' اُس کے نیچے تازہ خون نکلتا تھا۔ عراقی فوج کے پاس زرد رنگ کا چارہ موجود تھا وہ سب راکھ بن گیا تھا۔ لشکریوں نے جب اپنے لئے اُونٹ ذبح کیا تو اُس کا گوشت آگ کی طرح سُرخ ہو گیا اور جب اُس کو پکایا تو وہ کڑوا ہو گیا۔ ایک شخص نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کیا (بُرا بھلا کہا' گالیاں دیں) تو بحکمِ اِلٰہی آسمان سے ستارے ٹوٹے اور وہ اندھا ہو گیا۔

---

51 تاریخ طبری جلد 4 ص 374-373-372۔ 52 المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 113 حدیث 2824' تاریخ الخلفاء ص 165 (عربی)۔

حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات بھی روئے:

حضرت سیّدتنا اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مَیں نے شہادتِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو اَشکباری کرتے دیکھا۔ ثعلب نے امالی میں ابی کلبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میں نے کربلا میں جا کر ایک معزز عرب سے دریافت کیا کہ کیا تم نے جنات کو گریہ وزاری کرتے سنا ہے؟ اُس نے کہا کہ تم جس سے چاہو پوچھ لواُن کی گریہ وزاری ہر ایک نے سنی ہے۔ مَیں نے کہا جو کچھ تم نے سنا ہے وہ مجھے بھی بتاؤ۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ میں نے جنات کی زبانی یہ اَشعار سنے ہیں۔

مَسَحَ الرَّسُوْلُ جَبِیْنَہٗ   فَلَہٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ
اَبَوَاہُ مِنْ عُلْیَا قُرَیْشٍ   وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ 53

جس کی پیشانی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک پھیرا ہے
اُن کے رخساروں پر بہت چمک تھی
اُن کے والدین قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھے
اور اُن کے جد تمام اَجداد سے بہتر تھے

یزید کیا کہتا ہے؟

جب حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ شہید ہو چکے تو ابنِ زیاد بدنہاد بدبخت اور مردود نے اُن تمام شہداء کے سروں کو یزید پلید کے پاس دارالسلطنت میں بھیج دیا۔ یزید پلید اِن سرہائے بریدہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اُس نے یہ اَشعار بھی پڑھے:

لَیْتَ أَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ شَھِدُوْا   جَزْعَ الْخَزْرَجِ فِیْ وَقْعِ الْاَسَلِ
فَاَھَلُّوْا وَاسْتَھَلُّوْا فَرَحاً   ثُمَّ قَالُوْا لِیْ ھَنِیْئًا لَاتَسَلِ

53 تاریخ الخلفاء 166 ‘ البدایہ والنہایہ جلد 4 جز 8 ص 189 ‘ المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 ص 121 حدیث 2865 ‘ جلد 3 ص 122 حدیث 2866 ‘ مجمع الزوائد جلد 9 ص 199۔

حِیْنَ حَکَّتْ بِفِنَآءِ بَرْکِھَا وَاسْتَحَرَّ الْقَتْلَ فِیْ عَبْدِ الْاَسَلِ
قَدْ قَتَلْنَا الضِعْفَ مِنْ اَشْرَافِکُمْ وَعَدَلْنَا مِیْلَ بَدْرٍ فَاعْتَدِلِ 54

''کاش! میرے بزرگ بدر میں نیزوں کی چوٹ پر خزرج کی گھبراہٹ کو دیکھتے۔ اُنہوں نے آواز بلند کی اور خوشی سے چمک اُٹھے پھر اُنہوں نے مجھے کہا' اَبھی نہ پوچھ' جب اُن کے اُونٹوں کے صحن میں ٹکراؤ ہوا اور عبدالاسل میں خوب قتل عام ہوا ہم نے تمہارے دُگنے سرداروں کو قتل کیا ہے اور مَیں نے بدر کی کجی کو سیدھا کردیا ہے پس تو بھی سیدھا ہوجا''۔

غیر مقلدین کے اِمام وحید الزماں صاحب نے اپنی کتاب **تیسیرالباری شرح بخاری** جلد 4 ص 126 میں لکھا ہے۔ **''جب سرمبارک اِمام حسین کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا''**۔ (من وعن) ☆

☆ بدر کے میدان میں ایک طرف **یزید مردود** کے دادا (ابوسفیان جو اُس وقت تک اَبھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کی فوج تھی اور دوسری طرف اِمام الانبیاء حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج کے تین سو تیرہ (313) مجاہدین اور پانچ ہزار (5000) فرشتے تھے جو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کی طرف لڑ رہے تھے۔ غزوۂ بدر میں مشرکین اور کفّار کے بہتر (72) سردار اور اَفراد مارے گئے تھے جبکہ میدانِ کربلا میں نبی رحمت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہتر (72) شہزادے اور محبانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم شہید کردیئے تھے تو یزید مردود کافروں کی طرف سے بولا کہ آج میں نے بدر کا اِنتقام لیا ہے۔ اَندازہ فرمائیں جو شخص کافروں کی طرف سے بول رہا ہے وہ کون ہے؟

عراقی باشندے کو جواب:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص (جس کا تعلق کوفہ' عراق سے

54 البدایہ والنہایہ جلد 4 ج 8 ص 181۔

تھا) نے پوچھا' حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' مَیں سمجھتا ہوں یہ پوچھا کہ اگر اِحرام والا مکھی کو مار ڈالے (تو اِس پر کچھ فدیہ ہے۔) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عراق والے مکھی کے مار ڈالنے کا پوچھتے ہیں: وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ وَقَالَ النَّبِيُّ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا 55 ''اور (اِمام الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے (حضرت سیّدنا اِمام) حسین رضی اللہ عنہ کو اُنہوں نے (بے دریغ) شہید کر ڈالا (اللہ جبار وقہار کا کچھ ڈر نہ کیا) حالانکہ (حبیب کبریاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِن دونوں نواسوں کی نسبت فرمایا کہ یہ دونوں دُنیا میں میرے دو پھول ہیں''۔

قصرِ اَمارتِ کوفہ:

ثعالبی' عبدالملک بن عمر اللیثی سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے کوفہ کے دارالامارت میں دیکھا کہ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک عبیداللہ بن زیاد کے سامنے ایک ڈھال پر رکھا ہوا تھا۔ پھر اِسی قصرِ اَمارت میں کچھ دنوں کے بعد عبیداللہ بن زیاد کا سر مختار بن عبید کے سامنے رکھا ہوا دیکھا پھر کچھ عرصہ بعد مختار بن عبید کا سر مصعب بن زبیر کے سامنے اِسی قصر میں رکھا ہوا دیکھا اور کچھ مدت کے بعد مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کا کٹا ہوا سر عبدالملک کے سامنے رکھا ہوا پایا۔ جب مَیں نے یہ قصہ عبدالملک کو سنایا تو اُنہوں نے اِس دارالامارت کو منحوس سمجھ کر چھوڑ دیا۔ 56

یزید کو اَمیر المؤمنین کہنے والے کو بیس دُرّوں کی سزا:

نوفل بن ابو الفرات کہتے ہیں کہ كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ

55 بخاری جلد 1 ص 530' تیسیر الباری جلد 5 ص 84' فتح الباری جلد 7 ص 119' عمدۃ القاری جلد 8 جز 16 ص 243' تفہیم البخاری جلد 5 ص 719' مسند احمد جلد 2 ص 93-85' **المعجم الکبیر للطبرانی** جلد 3 ص 137' مصنف ابن ابی شیبہ جلد 12 ص 100' مشکوٰۃ ص 569' الادب المفرد ص 16' (بیروت) ص 22 (سانگلہ ہل)' ترمذی جلد 2 ص 218' حلیۃ الاولیاء جلد 5 ص 71' جلد 7 ص 365' کنز العمال جلد 12 ص 114' حدیث 34256' البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 193۔ 56 تاریخ الخلفاء ص 165۔

فَذَکَرَ رَجُلٌ یَزِیْدَ فَقَالَ: اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ فَقَالَ: تَقُوْلُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَمَرَبِہٖ فَضَرَبَ عِشْرِیْنَ سَوْطًا 57 ''میں ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز (اموی رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس بیٹھا ہوا تھا' یزید کا کچھ ذکر آ گیا' ایک شخص نے یزید کو اَمیر المؤمنین یزید بن معاویہ کہہ کر نام لیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) نے اُس شخص سے کہا کہ تو اُسے اَمیر المؤمنین کہتا ہے۔ پھر آپ نے حکم فرمایا کہ یزید کو اَمیر المؤمنین کہنے پر اِس شخص کو بیس (20) کوڑے لگائے جائیں۔

مدینہ منورہ پر حملہ اور قتل و غارت:

63ھ میں یزید مردود کو خبر ملی کہ اہل مدینہ منورہ اُس پر خروج کی تیاری کر رہے ہیں اور اُنہوں نے اُس کی بیعت توڑ دی ہے۔ یہ سن کر اُس نے ایک بڑا بھاری لشکر اہل مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ 58 اور مدینہ منورہ والوں سے اعلانِ جنگ کر دیا۔ یہاں لوٹ مار کرنے کے بعد یہی لشکر' مکہ معظّمہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر لشکرکشی کے لئے بھیجا گیا اور واقعہ حرّہ باب طیبہ پر واقع ہوا۔ واقعہ حرّہ کی کیفیت حسن مُرّہ اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ پر لشکرکشی ہوئی تو مدینہ منورہ کا کوئی شخص اَیسا نہیں تھا جو اِس لشکر کے شر سے بچا ہو۔ ہزار ہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُن لشکریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے' مدینہ شریف کو خوب خوب لوٹا گیا۔ ہزاروں باکرہ لڑکیوں کی بکارت ضائع کی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

اَہل مدینہ کو خوف زدہ کرنے والے کا اَنجام:

حضرت سیّدنا سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' شمس العارفین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشادِ پاک ہے کہ مَنْ اَخَافَ اَھْلَ الْمَدِیْنَةِ اَخَافَهُ اللّٰہُ وَعَلَیْہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلَآئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ 59 ''جو

57 تاریخ الخلفاء ص 166۔ 58 مدینہ منورہ کو لوٹنے والا سپہ سالار حصین بن نمیرہ تھا۔ مدینہ منورہ کو لوٹ کر اور ایک ایک گھڑی کی بے حرمتی کے بعد یہ مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوا تو راستے میں مر گیا۔ 59 مسند احمد جلد 4 ص 56-55' المعجم الکبیر للطبرانی جلد 7 ص 143 حدیث 6631۔

شخص اہلِ مدینہ کو ڈرائے گا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کو ڈرائے گا اور اُس شخص پر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی''۔

اہل مدینہ شریف نے یزید مردود سے خلع بیعت یوں کیا کہ یزید مردود گناہوں اور فواحش میں بُری طرح پھنس گیا تھا۔ حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ واللہ یزید پر حملہ کی ہم نے اُس وقت تیاری کی جب ہم کو یقین ہوگیا کہ اَب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی۔

مکہ مکرمہ پر چڑھائی اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی:

حضرت ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یزید نے اہل مدینہ شریف کے ساتھ یہ معاملہ کیا کہ اُن کے گھر بار اور عزّت و ناموس کو لوٹا اور شراب و دیگر منکرات کا تو وہ پہلے ہی سے عادی تھا۔ اِس صورتحال سے مکہ مکرمہ کے تمام لوگ برافروختہ ہوگئے اور چاروں طرف سے اُس کے خلاف آوازیں بلند ہونے لگیں اور لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی بے حرمتی اور پامالی بھی اُن سے برداشت نہ ہوئی۔ اُدھر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُس کی عمر بھی تھوڑی رکھی تھی۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی بے حرمتی اور پامالی کے بعد اُس نے اپنا لشکر حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ بھیج دیا۔ (مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے) راستے میں لشکر کا فاسق وفاجر ظالم جرنیل مرگیا۔ یزید نے فوراً دوسرا فاسق وفاجر ظالم جرنیل نامزد کردیا جب یہ یزیدی لشکر مکہ معظّمہ میں داخل ہوا تو اُس نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کرلیا۔ جہاں تک بن پڑا حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی اِس لشکر کا مقابلہ کیا۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ محصور تھے' اِس لئے آپ پر منجنیق سے پتھر برسائے

گئے۔اُن پتھروں کے شراروں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا۔کعبہ شریف کی چھت اور اُس دنبہ کا سینگ جو بطورِ فدیہ میں حضرت سیّدنا اِسماعیل علیہ السلام کے لئے جنت سے بھیجا گیا تھا اور وہ کعبہ شریف کی چھت میں آویزاں تھا سب کچھ جل گیا۔اِسی آتشزدگی کے باعث اِس کو واقعہ حرّہ کہتے ہیں۔واقعہ حرہ صفر 64ھ میں پیش آیا اور ماہِ ربیع الاوّل 64ھ کی آخری تاریخوں میں ملک الموت نے یزید مردود کو آدبوچا اور دُنیا اُس کے ناپاک وجود سے پاک ہوگئی۔یہاں مکہ معظّمہ میں یزیدی لشکر حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے برسرِ پیکار تھا کہ عین کارزار میں یہ خبر حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پہنچی۔اُس وقت حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پکار کر کہا کہ اے شامیو! تمہارا گمراہ کرنے والا مر گیا۔یہ خبر جب لشکر شامی میں عام ہوئی تو تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اُس نے سخت ذِلت اُٹھائی۔لوگوں نے لشکر کا تعاقب کیا اور جو کچھ کر سکتے تھے وہ کیا۔ 60

60 تاریخ الخلفاء،166۔

یزید

حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ 22 رجب المرجب بروز جمعرات کو فوت ہوئے آپ نے اُنیس سال تین ماہ (19 سال 3 ماہ) حکومت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر پچھتر سال تھی۔ بعض روایات میں تہتر، اٹھہتر اور پچاسی سال بھی بیان کی گئی ہے۔

یزید کی پیدائش 26ھ کو ہوئی۔ حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت یزید کی عمر 34 سال تھی۔ حکومت سنبھالنے کے بعد اُس نے اپنے والد (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے نائبین کو برقرار رکھا اور اُن میں سے آغازِ حکومت میں کسی ایک کو بھی معزول نہ کیا۔ [1]

نائبین اور اُمرا:

(1) ولید بن عتبہ بن ابو سفیان اُمیر مدینہ منورہ۔ (2) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اُمیر کوفہ۔ (3) عبید اللہ بن زیاد اُمیر بصرہ اور (4) عمرو بن سعید بن العاص اُمیر مکہ مکرمہ۔

یزید جب حکمران بنا تو اُس کی صرف یہ خواہش تھی کہ سب لوگ اُس کی بیعت کرلیں جنہوں نے یزید کی بیعت کرنے کے لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم نہیں کیا' اُس نے نائب مدینہ منورہ ولید بن عتبہ کو خط لکھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یزید کی طرف سے ولید بن عتبہ کی طرف۔

اما بعد حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) اللہ (عزوجل) کے بندوں میں سے ایک بندے تھے جنہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) نے سرفراز اور خلیفہ بنایا اور مالک بنایا اور اُنہیں قوت دی۔ وہ ایک اَندازے کے ساتھ زندہ رہے اور وقت آنے پر فوت ہو گئے۔ اللہ (جل جلالہ) اُن پر رحمت فرمائے وہ قابلِ تعریف حالت میں زندہ رہے اور

[1] البدایہ والنہایہ جلد 4 جز 8 ص 139۔

نیک اور متقی ہونے کی حالت میں فوت ہوئے۔ اور اُس نے ایک ورق میں جو چوہے کے کان کی طرح تھا ولید بن عتبہ کو لکھا: امابعد: (حضرت) حسین (حضرت) عبداللہ بن عمرؓ اور (حضرت) عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو بیعت کے لئے سختی سے پکڑ لو اور اِس میں کسی قسم کی نرمی نہیں۔ حتیٰ کہ وہ بیعت کرلیں۔ والسلام

اور جب اُس کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر آئی تو اُس نے اِس بات کو سخت اور گراں خیال کیا اور اُس نے مروان کی طرف پیغام بھیجا اور اُسے خط پڑھ کر سنایا اور مذکورہ بالا شخصیات کے بارے میں اُس سے مشورہ کیا۔

مروان کی رائے:

مروان نے کہا میری رائے یہ ہے کہ قبل اِس کے کہ اُنہیں حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا علم ہو آپ اُنہیں بیعت کرنے کی دعوت دیں اور اگر وہ اِنکار کریں تو اُنہیں قتل کردیا جائے۔ 2

جب حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ اَمیر مدینہ منورہ ولید بن عتبہ کے پاس تشریف لائے تو اَمیر نے آپ کو خط دیا اور آپ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دی۔ آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ پڑھا اور فرمایا' اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اور تجھے بڑا اَجر عطا فرمائے۔ پس اَمیر نے آپ کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے جیسا شخص پوشیدہ بیعت نہیں کرتا اور آپ مجھ سے اِس کا تقاضا نہ کریں تو جب لوگ اُکٹھے ہوں گے تو ہمیں بھی اُن کے ساتھ بلا لینا اور ایک ہی بات ہوجائے گی۔ ولید نے آپ سے کہا۔۔۔ اور وہ عافیت پسند تھا۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ (سبحانہ وتعالیٰ) کا نام لے کر واپس چلے جایئے اور جماعت کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لایئے۔ مروان نے ولید بن عتبہ سے کہا' اِنہیں روکئے اور بیعت کے بغیر اِنہیں نہ جانے دیں بصورت دیگر اِنہیں قتل کردیجئے۔ ولید نے کہا مروان قسم بخدا میں نہیں چاہتا کہ دُنیا وما فیہا کے لئے

---

2 البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 140۔

میں حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروں اور قسم بخدا میرا یقین ہے کہ جو شخص حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا قیامت کے روز اُس کا ترازو ہلکا ہوگا۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 1 ص 140)

جب یزید مردود کو پتا چلا کہ ولید بن عتبہ نے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں لی تو رمضان المبارک میں یزید مردود نے ولید بن عتبہ کو معزول کر دیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ معزول:

جب کوفہ میں حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بارے میں نرمی کا مظاہرہ کیا تو ایک شخص نے جسے عبداللہ بن مسلم بن شعبہ حضرمی کہا جاتا تھا آپ کے پاس جا کر رہنے لگا اور کہا بلا شبہ یہ معاملہ دلیری سے ہی اِصلاح پذیر ہوتا ہے اور اَے امیر آپ نے جو راستہ اِختیار کیا ہے وہ کمزوروں کا راستہ ہے۔ حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اُسے فرمایا: مجھے اِطاعتِ اِلٰہی میں کمزور ہونا اور مصیبتِ اِلٰہی میں قوی ہونے سے زیادہ محبوب ہے تو اُس شخص نے حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے خلاف یزید مردود کو خط لکھا اور اُسے اِس بات کی اِطلاع دے دی اور عمارہ بن عقیل اور عمرو بن سعد نے بھی یزید مردود کو خطوط لکھے۔ چنانچہ یزید مردود نے پیغام بھیجا اور حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور عبیداللہ بن زیاد بدنہاد مردود بد بخت کو بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا اور یہ یزید مردود کے غلام سرجون کے مشورہ سے ہوا اور یزید مردود اُس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ [3]

حافظ ابن کثیر کی نگاہ میں یزید

نمبر 1: وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ یَزِیْدَ کَانَ قَدِ اشْتَهَرَ بِالْمَعَازِفِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَالْغِنَآءِ وَالصَّیْدِ وَاتِّخَاذِ الْغِلْمَانِ وَالْقِیَانِ وَالْکِلَابِ وَالنِّطَاحِ بَیْنَ الْکِبَاشِ وَالدُّبَابِ وَالْقُرُوْدِ وَمَا مِنْ یَوْمٍ اِلَّا یُصْبِحُ فِیْهِ مَخْمُوْرًا وَکَانَ

[3] البدایۃ والنہایۃ جلد 4 جز 8 ص 145۔

يَشُدُّ الْقِرْدَ عَلٰى فَرَسٍ مُّسْرَجَةٍ بِجِمَالٍ وَّيَسُوْقُ بِهٖ وَيُلْبِسُ الْقِرْدَ قَلَانِسَ الذَّهَبِ وَ كَذٰلِكَ الْغِلْمَانِ وَكَانَ يُسَابِقُ بَيْنَ الْخَيْلِ وَكَانَ اِذَا مَاتَ الْقِرْدُ حَزَنَ عَلَيْهِ وَقِيْلَ: اِنَّ سَبَبَ مَوْتِهٖ اِنَّهٗ حَمَلَ قِرْدَةً يَنْقُزُهَا فَعَضَتْهُ وَذُكِرُوْا عَنْهُ غَيْرَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِصِحَّةِ ذٰلِكَ[4]

''اور بے شک روایت کیا گیا ہے کہ یزید مشہور تھا آلات لہو ولعب کے ساتھ اور شراب کے پینے اور گانا بجانا سننے اور شکار کھیلنے اور بے ریش لڑکوں کو رکھنے اور چھینے بجانے اور کتوں کے رکھنے اور سینگوں والے دُنبوں اور ریچھوں اور بندروں کو آپس میں لڑانے میں' اور کوئی دن ایسا نہ تھا جب کہ وہ شراب سے مخمور نہ ہوتا اور بندروں کو زین شدہ گھوڑوں پر سوار کر کے دوڑاتا تھا اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں رکھتا تھا اور ایسے ہی لڑکوں کے سروں پر بھی' اور گھوڑوں کی دوڑ کرواتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اُس کو اُس کے مرنے کا صدمہ ہوتا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ اُس کی موت کا سبب یہ تھا کہ اُس نے ایک بندر کو اُٹھایا ہوا تھا۔ اور اُس کو اُچھالتا تھا کہ اُس نے اُس کو کاٹ لیا''۔ مؤرخین نے اِس کے علاوہ اُس کے قبائح بیان کئے ہیں۔

نمبر 2: حضرت ابو عبد الرحمن بن عثمان بن زیاد اشجعی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: كَانَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانَ الْاَشْجَعِيُّ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ وَ حَمَلَ لِوَاءَ قَوْمِهٖ يَوْمَ الْفَتْحِ وَكَانَ شَابًّا طَرِيًّا وَبَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ حَتّٰى بَعَثَهُ الْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ وَكَانَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَاجْتَمَعَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانَ وَ مُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ الَّذِيْ يُعْرَفُ بِمُسْرِفٍ فَقَالَ مَعْقِلٌ لِمُسْرِفٍ وَقَدْ كَانَ آنَسَهٗ وَ حَادَثَهٗ اِلٰى اَنْ ذَكَرَ مَعْقِلٌ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ مَعْقِلٌ اِنِّيْ خَرَجْتُ كَرْهًا لِبَيْعَةِ هٰذَا الرَّجُلِ وَقَدْ كَانَ مِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدْرِ خُرُوْجِيْ اِلَيْهِ هُوَ رَجُلٌ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَزْنِيْ بِالْحَرَمِ ثُمَّ نَالَ مِنْهُ وَذَكَرَ خِصَالًا كَانَتْ فِيْهِ[5]

4۔ البدایہ والنہایہ جلد 4 ج 8 ص 223۔ 5۔ مستدرک جلد 3 ص 599 حدیث 522۔

''حضرت معقل بن سنان اشجعی (رضی اللہ عنہ) کو (خاتم النبیین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت حاصل ہے' فتح مکہ کے موقع پر اپنی قوم کے علمبردار یہی تھے اور بہت چُست اور چاک و چوبند نوجوان تھے۔ (شفیع المذنبین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد زندہ رہے پھر جب ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مدینہ منورہ کے عامل تھے' اُن دِنوں ولید بن عتبہ نے اُن کو بھیجا' معقل بن سنان (رضی اللہ عنہ) اور مسلم بن عقبہ المعروف مسرف کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی۔ اُن دونوں کی آپس میں بات چیت شروع ہوئی۔ دورانِ گفتگو یزید بن معاویہ کا ذکر چل نکلا۔ حضرت معقل بن سنان (رضی اللہ عنہ) نے کہا' مَیں نے تو اُس آدمی کی بیعت سے نفرت کرتے ہوئے بغاوت کی ہے اور یہ قدرت کا ہی فیصلہ تھا جو مَیں نے اُس کے خلاف بغاوت کی ہے۔ وہ شخص شرابی ہے' زانی ہے' اِس کے بعد یزید کی بُرائیاں کیں''۔

نمبر3: اِقْبَالٌ عَلَى الشَّهَوَاتِ وَتَرَكَ بَعْضَ الصَّلٰوةِ فِيْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ وَاَمَاتَتَا فِيْ غَالِبِ الْاَوْقَاتِ وَقَدْ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا حَيْوَةٌ حَدَّثَنِيْ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو الْخَوْلَانِيّ اَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: يَكُوْنُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّيْنَ سَنَةً اَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُو الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا 6'' اور نیز اُس (یزید) میں شہواتِ نفسانیہ میں اِنہماک بھی تھا اور بعض اَوقات بعض نمازوں کو بھی چھوڑ دیتا تھا۔ اور وقت گزار کر پڑھنا تو اکثر اَوقات رہتا تھا۔ حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سند کے ساتھ حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف بیان کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے (اِمام الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ سن 60ھ کے بعد اَیسے ناخلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہواتِ نفسانیہ کی پیروی کریں گے تو

6 البدایہ والنہایہ جلد 4 جز 8 ص 230' مستدرک حاکم جلد 2 ص 406' مسند احمد جلد 3 ص 38' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 6 ص 465' کنز العمال حدیث 31602-31197۔

عنقریب وہ (جہنم کی وادی) غئی میں گریں گے''۔

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری جلد 13 ص 12 پر زیرِ نظر حدیث شریف 'میری اُمّت کی ہلاکت قریشی نوجوانوں کے ہاتھ سے' لکھتے ہیں: وَھِیَ ھٰذَا اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اَوَّلَ الْاَغْلِیْمَۃِ کَانَ فِیْ سَنَۃِ سِتِّیْنَ وَھُوَ کَذٰلِکَ فَاِنَّ یَزِیْدَ بْنَ مُعَاوِیَۃَ اسْتَخْلَفَ فِیْھَا ''اِس میں اِشارہ ہے کہ پہلا نوجوان سن ساٹھ (60) میں ہوگا اور ویسا ہی ہوا۔ کیونکہ یزید بن معاویہ اِس سن میں صاحبِ حکومت ہوا''۔

وَالَّذِیْ یَظْھَرُ اَنَّ الْمَذْکُوْرِیْنَ مِنْ جُمْلَتِھِمْ وَاَنَّ اَوَّلَھُمْ یَزِیْدُ 7 ''اور وہ جو اِس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مذکور بھی اُن میں سے تھا اور اُن میں سے سب سے اوّل یزید ہے''۔

''حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مَیں نے صادق المصدوق حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا' فرماتے تھے: ھَلَکَۃُ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَۃٍ مِّنْ قُرَیْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَۃُ اللہِ عَلَیْھِمْ غِلْمَۃٌ فَقَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ لَوْشِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ بَنِیْ فُلَانٍ بَنِیْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ 8 ''کہ میری اُمّت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی تو (یہ سن کر) مروان نے کہا' اُن لڑکوں پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہو۔ تو حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اگر میں چاہوں تو بتادوں کہ وہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں ہیں''۔

---

7 فتح الباری جلد 13 ص 13۔ 8 بخاری جلد 2 ص 1046' فتح الباری جلد 13 ص 11' عمدۃ القاری جلد 12 جز 24 ص 180' مشکوٰۃ مختصر اَحادیث 5388' مسند احمد جلد 2 ص 288' مختصر جامع صغیر جلد 2 ص 569 حدیث 9593۔

حَدِیثِ قُسطُنطِینِیَہ

نوٹ: قسطنطین ایک تاریخی شہر ہے اَب یہ شہر ترکی میں واقع ہے اِس کا موجودہ نام استنبول ہے۔

دُنیائے اِسلام میں کئی گروہ یا فرقے ہیں۔ اِن فرقوں میں ایک فرقہ وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مخالف ہے جبکہ ایک فرقہ اہل بیت اَطہار رضی اللہ عنہم کا مخالف ہے اور ایک جماعت وہ بھی ہے جو دونوں سے عقیدت ومحبت رکھتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخالفین کو رافضی کہتے ہیں۔ اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے مخالفین کو خارجی کہتے ہیں اور جو دونوں کے محبت اور عقیدت مند ہیں اُنہیں اہلسنّت وجماعت کہتے ہیں۔

اِمام عالی مقام حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے مشن کے مخالفین اور یزید مردود کے وکلاء خود اپنے کردار سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یزید مردود کے وکلاء کی یزید کی حمایت میں سب سے بڑی دلیل حَدِیثِ قُسطُنطِینِیَہ ہے۔ جس میں مَغفُورٌ لَّھُم کے اَلفاظ ہیں۔

یہ حدیثِ پاک بخاری شریف میں جلد 1 صفحہ 410،409 پر کِتَابُ الجِهَادِ کے باب: مَاقِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ ''یعنی رومی نصاریٰ سے جہاد کے بیان میں'' ہے۔

حدیث پاک کی ساری سند ترجمہ میں موجود ہے۔ حَدَّثَنَا إِسحَاقُ بنُ يَزِيدَ الدِّمِشقِيُّ حَدَّثَنَا يَحيَى بنُ حَمزَةَ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بنَ صَامِتٍ وَّهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمصٍ وَّهُوَ فِي بِنَاءٍ لَّهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ الِ عُمَيرٍ فَحَدَّثَتنَا أُمُّ حَرَامٍ إِنَّهَا سَمِعَتُ النَّبِيَّ يَقُولُ: أَوَّلُ جَيشٍ مِّن أُمَّتِي يَغزُونَ البَحرَ قَد أَوجَبُوا

قَالَت أُمُّ حَرَامٍ: قُلتُ يَارَسُولَ اللهِ أَنَا فِيهِم قَالَ أَنتِ فِيهِم

قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ قُلْتُ اَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَا۔[1]

(ترجمہ) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہم سے (حضرت) اِسحاق بن یزید دمشقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا' کہا ہم سے (حضرت) یحییٰ بن حمزہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا' کہا مجھ سے (حضرت) ثور بن یزید (رحمۃ اللہ علیہ) نے اُنہوں نے کہا (حضرت) خالد بن معدان (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت ہے کہ (حضرت) عمیر بن اَسود عنسی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اُس سے بیان کیا کہ وہ (حضرت) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے جب کہ وہ حمص کے ساحل پر ایک مکان میں تھے۔ (اُن کی بیوی حضرت سیّدہ) اُمّ حرام (رضی اللہ عنہا) اُن کے ساتھ تھیں۔ (حضرت) عمیر (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا' ہم سے (حضرت سیّدہ) اُمّ حرام (رضی اللہ عنہا) نے (حدیث پاک) بیان کی کہ اُنہوں نے (اِمام الانبیاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمّت کا پہلا لشکر جو سمندر میں (سوار ہوکر) جنگ کرے گا۔ (قَدْ اَوْجَبُوْا) "تحقیق اُن کے لئے واجب ہوگئی" (یعنی بہشت)۔ (حضرت سیّدہ) اُمّ حرام (رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں' مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) کیا میں بھی اُس میں ہوں گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو بھی اُس میں ہوگی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت کا پہلا لشکر جو قیصرِ روم کے شہر (قُسْطُنْطِيْنِيَّة) پر جہاد کرے گا اُس کی بخشش ہوگی۔ مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) مَیں بھی اُس میں ہوں گی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں"۔

اِن دو لشکروں کا ذکر صحیح بخاری شریف میں چند دیگر مقامات پر بھی ہے مگر وہاں قَدْ اَوْجَبُوْا اور مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ کے اَلفاظ نہیں ہیں اور مذکورہ دو لشکروں کا ذکر مختلف اَحادیث میں کچھ اِس طرح پھیلا ہوا ہے۔ مثلاً بخاری شریف کے:

---

1 مستدرک حاکم جلد 4 ص 600' عمدۃ القاری جلد 7 ج:10 ص 198' البدایۃ والنہایۃ جلد 6 ص 253' فتح الباری جلد 6 ص 127' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 6 ص 452' تفہیم البخاری جلد 4 ص 473۔

(1): بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ (یعنی مردوں اور عورتوں کے لئے جہاد اور شہادت کے لئے دُعا کرنا) کے باب میں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ ؎2

''حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم سے (حضرت) عبداللہ بن یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا' وہ (حضرت) مالک (رحمۃ اللہ علیہ) سے' وہ (حضرت) اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں' وہ حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان

؎2 بخاری جلد 1 ص 391' دلائل النبوۃ للبیھقی جلد 6' ابنِ ماجہ ص 204' الترغیب والترھیب جلد 2 ص 305' موطا امام مالک ص 479' مسلم جلد 2 ص 142' ترمذی جلد 1 ص 294' نسائی جلد 2 ص 62' کتاب الاذکار ص 176' (مختصراً) عمدۃ القاری جلد 7 جز 14 ص 85' فتح الباری جلد 6 ص 12' تیسیر الباری جلد 4 ص 43' تفہیم البخاری جلد 6 ص 347۔

کرتے ہیں اور حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حبیب کبریاء حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی (حضرت) اُمّ حرام بنت ملحان (رضی اللہ عنہا)' (جو حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی خالہ اور اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں) کے پاس تشریف لے جایا کرتے۔ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کھانا کھلاتیں۔ اُن کے خاوند حضرت سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک دفعہ جناب (شفیع المذنبین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے گھر تشریف فرما تھے تو اُنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا کھلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ انور کو آرام پہنچانے یعنی مساج کرنے لگیں۔ نبی رحمت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے اور (کچھ دیر کے بعد) ہنستے مسکراتے ہوئے جاگے۔ (حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: میری اُمّت کے کچھ لوگ میرے سامنے اِس حال میں پیش ہوئے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرتے ہیں کہ وہ اُس سمندر کے درمیان بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہیں یا وہ تختوں پر بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ یہ شک (حضرت) اِسحاق (رحمۃ اللہ علیہ) راوی نے کیا ہے۔ (فرماتی ہیں) مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) اللہ (عزّوجلّ) سے دُعا فرمایئے کہ مجھے اُن لوگوں میں سے کرے۔ (سرکارِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے لئے دُعا فرمائی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرِ انور سرہانے پر رکھا اور سو گئے' پھر ہنستے مسکراتے ہوئے اُٹھے تو مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس بات نے ہنسایا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری اُمّت میں سے اللہ (جلّ جلالہ) کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش ہوئے' جیسے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ (حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) میرے لئے دُعا فرمایئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے اُن جہاد کرنے والوں میں شامل فرمائے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا: تم پہلے لوگوں میں ہو

گی۔ (حضرت سیّدہ اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دور میں سمندر میں جہاز پر سوار ہوئیں اور جس وقت سمندر میں جہاز سے نکلیں اور اپنی سواری پر چڑھنے لگیں تو گر کر ہلاک ہو گئیں۔ (شہید ہو گئیں)''۔

(2) مذکورہ حدیث شریف کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کِتَابُ الْجِهَاد کے بَابُ فَضْلِ مَنْ یُّصْرَعُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ 3 میں دوسری سند سے بھی نقل کیا ہے۔ حدیث شریف یہ ہے:۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ حَدَّثَنِی یَحْیٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهٖ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: نَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا قَرِیْبًا مِّنِّیْ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ یَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا اَضْحَكَكَ: قَالَ اُنَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ یَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَی الْاَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِیَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَاَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتْ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ: فَقَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِیًا اَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِیَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوَتِهِمْ قَافِلِیْنَ فَنَزَلُوْا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ اِلَیْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ 4

''حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا' اُنہوں نے حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے' اُنہوں نے حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے' اُنہوں نے حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان رحمۃ اللہ علیہ سے' وہ (حضرت سیّدنا) انس بن

3 یعنی جو کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں سواری سے گر کر مرجائے وہ مجاہدین میں سے ہے' شہیدوں میں سے ہے۔ 4 بخاری جلد 1 ص 392' مسلم جلد 2 ص 142' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 9 ص 166' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 6 ص 451' فتح الباری جلد 6 ص 22' عمدۃ القاری جلد 7 ج 16 ص 97' تفہیم البخاری جلد 4 ص 358' تیسیر الباری جلد 4 ص 49۔

مالک (رضی اللہ عنہ) سے اور وہ اپنی خالہ (حضرت سیّدہ) اُمّ حرام بنتِ ملحان (رضی اللہ عنہا) سے بیان کرتے ہیں' وہ فرماتی ہیں ایک دن (سرورِ کون و مکاں حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں آرام فرمارہے تھے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس نے ہنسایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اِس سبز سمندر پر سوار ہونگے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں (حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) مَیں نے عرض کیا۔ دُعا فرمایئے' اللہ (عزوجل) مجھے اُن میں سے کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس (یعنی حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا) کے لئے دُعا فرمائی۔ پھر دوبارہ سو گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد پھر پہلے کی طرح ہنستے مسکراتے ہوئے اُٹھے اور عرض کرنے پر پہلے کی طرح جواب اِرشاد فرمایا۔ (یعنی حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا' اللہ (جل جلالہ) سے دُعا فرمایئے کہ مجھے اِن میں سے کر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ "یعنی تو پہلے لوگوں میں سے ہے"۔

چنانچہ (حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا) اپنے شوہر کے ساتھ ایک جنگ میں نکلیں جب کہ مسلمان (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ سمندر پر سوار ہوئے۔ جب وہ غزوہ سے واپس آئے اور شام میں قیام پذیر ہوئے تو ایک سواری (حضرت سیّدہ) اُمّ حرام (رضی اللہ عنہا) کے قریب کی گئی تاکہ وہ اُس پر سوار ہوں۔ اُس (سواری) نے اُن (حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا) کو زمین پر گرادیا وہ فوت ہوگئیں"۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

(3) حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِسی واقعہ کو کِتَابُ الْجِہَادِ کے بَابُ رُکُوْبِ الْبَحْرِ (سمندر میں سواری کرنا) میں نقل کیا ہے۔ اَلفاظِ حدیث شریف دوسری سند کے ساتھ درج ذیل ہیں:

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ یَحْیٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ حَرَامٍ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ يَوْمًا فِيْ بَيْتِهَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنْهُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذَالِكَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَيَقُوْلُ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَتَزَوَّجَ بِهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا اِلَى الْغَزْوِ فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِّبَتْ دَآبَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا[5]

''حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم سے (حضرت) ابونعمان (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا' اُنہوں نے (حضرت) حماد بن زید (رحمۃ اللہ علیہ) سے' اُنہوں نے (حضرت) یحییٰ (رحمۃ اللہ علیہ) سے' اُنہوں نے (حضرت) محمد بن حبان (رحمۃ اللہ علیہ) سے' اُنہوں نے (حضرت سیّدنا) اَنس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے' وہ فرماتے ہیں' مجھے (حضرت سیّدہ) اُمّ حرام (رضی اللہ عنہا) نے بتایا کہ (امام المرسلین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دن میرے گھر قیلولہ فرمایا اور کچھ دیر کے بعد ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کس لئے ہنس رہے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: مجھے میری اُمت سے ایک قوم سے تعجب لاحق ہوا ہے جو بادشاہوں کے تخت پر بیٹھنے کی طرح سمندر میں سواری کرے گی۔ مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دُعا فرمائیں کہ اللہ (عزوجل) مجھے بھی اُن میں سے کر دے۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: ''تو اُن میں سے ہے''۔ بعد ازیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پھر سو گئے اور (کچھ دیر کے بعد) ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اور اِسی طرح فرمایا۔ یہ واقعہ دو تین دفعہ ہوا۔ مَیں نے عرض کیا'

---

5 نسائی جلد 2 ص 63' بخاری جلد 1 ص 405' فتح الباری جلد 4 ص 109' عمدۃ القاری جلد 7 جز 14 ص 178' حلیۃ الاولیا جلد 2 ص 61' تفہیم البخاری جلد 4 ص 445' تیسیر الباری جلد 4 ص 106۔

یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ (عزوجل) سے دُعا فرمائیں کہ مجھے اِن میں سے بھی کر دے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ''تو پہلے لوگوں کے ساتھ ہے''۔ (حضرت سیّدہ) اُمّ حرام (رضی اللہ عنہا) سے (حضرت) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) نے نکاح فرمایا اور اُن کو ساتھ لے کر غزوہ کے لئے گئے۔ جب واپس لوٹے اور سواری اُن (یعنی حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا) کے قریب کی گئی تاکہ وہ اُس پر سوار ہوں تو وہ گر پڑیں اور اُن کی گردن ٹوٹ گئی''۔

(4) حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بَابُ غَزْوَةِ الْمَرْاَةِ فِي الْبَحْرِ میں درج ذیل اَلفاظ میں بھی حدیث شریف لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ عَلٰى بِنْتِ مَلْحَانَ فَاتَّكَاَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اُدْعُ اللهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهٗ مِثْلَ اَوْمِمَّا ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَتِ ادْعُ اللهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ قَالَ: قَالَ اَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ [6]

''حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' حدیث بیان کی ہم سے حضرت عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے' اُنھوں نے حضرت معاویہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی' اُنھوں نے حضرت ابو اِسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی' اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن عبدالرحمان

[6] بخاری جلد 1 ص 403' عمدۃ القاری جلد 7 جز 14 ص 164' فتح الباری جلد 4 ص 95' تیسیر الباری جلد 4 ص 96' تفہیم البخاری جلد 4 ص 430۔

علیہ سے' فرماتے ہیں' مَیں نے حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ (رحمۃ للعالمین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ' (حضرت سیّدہ) اُمّ حرام بنت ملحان (رضی اللہ عنہا) کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں تکیہ لگا کر سو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ (حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیوں ہنسے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری اُمّت کے لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں سبز سمندر پر ہیں' جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں۔ اُنہوں (یعنی حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ (جل جلالہ) سے دُعا فرمایئے' وہ مجھے بھی اِن میں کردے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا مِنْھُمْ** ''اے میرے اللہ (جَلّ جلالُک) اِس کو بھی اُن لوگوں میں کر''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر اپنا سرانور رکھ کر سو گئے۔ پھر ہنستے مسکراتے ہوئے جاگے۔ مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت میں سے اللہ (جَلّ شانُہٗ) کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش ہوئے۔ جیسے پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ (حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) مَیں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم!) دُعا فرمایئے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) مجھے بھی اُن لوگوں میں سے کرے' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ** ''تو پہلے لوگوں میں شریک ہوچکی یعنی پہلے لشکر میں اور دوسرے میں نہیں''۔ حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ایسا ہوا کہ حضرت سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ اُمّ حرام (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا اور وہ اُن کو (روم کے) جہاد میں لے گئے۔ جب جہاد سے لوٹ کر آرہی تھیں اور اپنے جانور پر سوار ہونے لگیں تو اُنہیں جانور نے گرادیا۔ اُن کی گردن ٹوٹ گئی اور اِنتقال کرگئیں۔ (اور شہید قرار پائیں۔)

مذکورہ بالا تمام روایات مبارکہ میں شمس العارفین حضور سیّدنا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سمندری جنگوں اور جہاد کا ذکر فرمایا ہے۔ تمام روایاتِ مبارکہ میں آئندہ کی خبر ہے یعنی خبر غیب غدا ہے۔

خصوصی نوٹ:

مذکورہ بالا تمام اَحادیثِ مبارکہ کی اَصل راویہ حضرت سیّدہ اُمّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جب کہ دوسرے راوی حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضرت سیّدہ اُمّ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے لگتے ہیں۔ بیان شدہ روایات کے دیگر راوی درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عمیر بن الاسود عنسی رحمۃ اللہ علیہ۔ (2) حضرت خالد بنت معدان رحمۃ اللہ علیہ۔ (3) حضرت ثور بن یزید رحمۃ اللہ علیہ۔ (4) حضرت حمزہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (5) حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ۔ (6) حضرت اسحاق بن یزید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔ (7) حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (8) حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ (9) حضرت عبداللہ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ (10) حضرت محمد بن یحیٰی بن حبان رحمۃ اللہ علیہ۔ (11) حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ۔ (12) حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ۔ (13) حضرت ابونعمان رحمۃ اللہ علیہ۔ (14) حضرت عبداللہ بن عبدالرحمان انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ (15) حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ۔ (16) حضرت معاویہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ۔ (17) حضرت عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

مذکورہ بالا تمام روایات میں حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ اِطلاع غیبی دی گئی ہے کہ تم پہلے سمندری جہاد میں جاؤ گی' دوسرے جہاد میں نہیں جاؤ گی۔ جبکہ حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر بار یہی عرض کرتی رہیں کہ دوسرے جہاد کے لئے بھی دُعا فرمائیں۔ مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر مرتبہ یہی فرمایا:

أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ "تو پہلے لشکر میں ہوگی"۔

جبکہ آخری اور صفحہ 67 سے 77 پر نقل شدہ روایات میں یہ بھی واضح فرمادیا:

أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْآخِرِيْنَ

''یعنی تم پہلے لشکر میں ہوگی اور تم دوسرے لشکر میں نہیں ہوگی''۔

کیسا خوبصورت عقیدہ ہے حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا کا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جیسے فرمایا' ویسے ہی مان لیا اور پھر حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی واضح ہے کہ سیّد الکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آئندہ کا' آنے والی باتوں کا اور غیب کا علم ہے۔ خاتم النبیین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا صحابیات رضی اللہ عنہن کے سامنے جب بھی غیب کی خبریں بتاتے' آنے والے حالات و واقعات بیان فرماتے تو وہ نفوسِ قدسیہ کبھی بھی نہ کہتے کہ کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا؟ یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا؟ وہ یہ 'سمجھتے' جانتے اور مانتے تھے کہ قائد المرسلین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظیم سچے اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علومِ غیبیہ عطا فرمائے ہیں۔ اُن کا یہ بھی اِیمان تھا کہ سراج السالکین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخری دوزخی اور آخری جنتی کا بھی علم ہے؟ حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے؟

حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اَسناد کے ساتھ سمندری جہاد والی اَحادیثِ مبارکہ کو بیان کیا ہے۔ حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر راویوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفیع المذنبین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آئندہ ہونے والے واقعات کا علم عطا فرمایا ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے میں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِمام الانبیاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قیامت تک اور قیامت کے بعد تک بھی علم عطا فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی کسی نص کی مخالفت نہیں ہوتی۔ یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کے ساتھ' مخلوق کے اَعلیٰ سے اَعلیٰ ترین فرد محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کسی اور کے بھی علم کا کوئی تقابل نہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو عطا فرمانے

والا اور دینے والا ہے۔ دینے والا اور لینے والا برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ اگر کوئی نادان کلمہ گو یہ سمجھتا ہے کہ حبیب کبریاء حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے علم غیب کی نسبت سے شرک ہوتا ہے تو اُسے کسی اللہ والے سے اپنی اِصلاح کروانی چاہئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کو تو شرک نظر نہیں آتا تھا بلکہ جب نبی رحمت حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آئندہ کی' غیب کی' غدا کی خبر سناتے' اور بتاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعرے لگاتے تھے' شرک و کفر کے فتوے نہیں لگاتے تھے۔

آیئے! اَب اِن روایات کے بارے میں غور کرلیں کہ سرکارِ کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سمندری جہاد کے سلسلہ میں جتنی اَحادیثِ مبارکہ و روایاتِ مقدسہ نقل کی گئی ہیں اِن میں سے صرف ایک حدیث شریف ہے جس کے دو جملے زیرِ بحث ہیں۔

(1) قَدْ اَوْجَبُوْا (2) مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ

مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ سے کچھ لوگوں نے یزید مردود کو جنتی ثابت کیا ہے۔ کمال یہ ہے کہ یہ تمام لوگ سیّد کائنات حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کا اِنکار کرتے ہیں لیکن یزید مردود کے معاملہ میں بھول جاتے ہیں کہ یزید مردود کو اپنے زعم میں جنتی ثابت کرنے کے لئے وہ جس حدیث شریف کا سہارا لیتے ہیں وہ حدیث شریف علم غیب کی خوبصورت حدیث شریف ہے اور صحیح بخاری کی پہلی جلد کے صفحہ 409 اور 410 میں بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ قِتَالِ الرُّوْمِ (یعنی رومی نصاریٰ سے جہاد کے باب کے بیان) میں لکھی ہوئی ہے۔

ایک مرتبہ پھر ملاحظہ کرلیں۔

حضرت سیّدہ اُمّ حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' سیّد عرب و عجم حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

(1) اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا

(2) اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ

اِن دونوں جملوں کا ترجمہ غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں صاحب کی کتاب تیسیر الباری شرح بخاری کی جلد 4 ص 125 سے نقل کیا جاتا ہے۔

(1) میری اُمّت کا پہلا لشکر جو سمندر پر سوار ہو کر جہاد کرے گا' اُس کے لئے تو بہشت واجب ہوگئی۔

(2) میری اُمّت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر (قُسْطُنْطِیْنِیَہ) میں جہاد کرے گا اُس کی بخشش ہوگی۔

محولہ بالا تمام روایات میں سے صرف اِسی روایت میں مدینہ قیصر کے الفاظ آتے ہیں۔ جو بخاری شریف جلد 1 ص 410' 409 پر رقم ہے جس کو اُوپر نقل کیا جاچکا ہے۔

سب سے اوّل حدیث شریف کی وضاحت میں صحیح بخاری شریف کے حاشیہ جلد 1 ص 410 کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

قَوْلُهٗ قَدْ اَوْجَبُوْا اَیْ فَعَلُوْا فِعْلًا وَجَبَتْ لَهُمْ بِهِ الْجَنَّةُ "فتح" قَوْلُهٗ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ اَیْ مَلِكُ الرُّوْمِ قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ کَانَ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ وَمَعَهٗ جَمْعَةٌ مِّنْ سَادَاتِ الصَّحَابَةِ کَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ الزُّبَیْرِ وَاَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ وَتُوُفِّیَ بِهَا اَبُوْ اَیُّوْبَ سَنَةَ اثْنَیْنِ وَخَمْسِیْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ اِنْتَهٰی کَذَا قَالَهٗ فِیْ خَیْرِ الْبُخَارِیِّ وَفِی الْفَتْحِ قَالَ الْمُهَلَّبُ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَنْقَبَةُ الْمُعَاوِیَةِ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَةٌ لِّوَلَدِهٖ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ وَتَعَقَّبَهُ ابْنُ التِّیْنِ وَابْنُ الْمُنِیْرِ بِمَا حَاصِلُهٗ اَنَّهٗ لَا یَلْزَمُ مِنْ دُخُوْلِهٖ فِیْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ اَنْ لَّا یَخْرُجَ بِدَلِیْلٍ خَاصٍ اِذْ لَا یَخْتَلِفُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنَّ قَوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ مَشْرُوْطٌ بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْمَغْفِرَةِ حَتّٰی لَوِ ارْتَدَّ

وَاحِدٌ مِمَّنْ غَزَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ اِتِّفَاقًا فَدَلَّ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ مَغْفُوْرٌ لِمَنْ وَجَدَ شَرْطَ الْمَغْفِرَةِ فِيْهِ مِنْهُمْ اِنْتَهٰى۔

قَوْلُهٗ قَدْ اَوْجَبُوْا یعنی ''اُن کے لئے جنت واجب ہے''۔ مدینہ قیصر یعنی ملک روم (حضرت امام) قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطینیہ) پر یزید بن معاویہ نے جہاد کیا اور اُس کے ساتھ سردار صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی جماعت تھی جیسا کہ حضرت ابنِ عمر' حضرت ابنِ عباس' حضرت ابنِ زبیر اور حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہم) اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ 52ھ میں وہیں شہید ہوگئے۔ خیر البخاری اور فتح الباری میں ہے کہ مہلب نے کہا ہے۔ اِس حدیث میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی منقبت ہے۔ اِس لئے کہ آپ ہی نے پہلا بحری جہاد کیا ہے نیز اُن کے بیٹے کی بھی فضیلت ہے کہ اُس نے مدینہ قیصر میں جنگ کی''۔

''لیکن ابن التین اور ابن المنیر نے مہلب کا تعاقب کیا ہے کہ یہ تو عمومی بات کہی گئی ہے کہ جو اِس جہاد میں شریک ہوگا اُس کی بخشش ہوگی اور اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی دلیلِ خاص سے خارج نہ ہوسکے۔ کیونکہ اہل علم حضرات کا اِس میں یعنی کوئی اِختلاف نہیں ہے کہ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ کا اِرشاد مشروط ہے حتیٰ کہ اُن میں اگر کوئی مرتد ہوجائے تو وہ اِس عمومی (بشارت) میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اِس پر کہ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ کی بشارت اُن کے لئے ہے جن میں شرط بشارت پائی جائے''۔

حدیثِ قُسْطُنْطِيْنِيَّةْ کی عبارت کی شرح میں عمدۃ القاری کی عبارت:

قَوْلُهٗ "قَدْ اَوْجَبُوْا" قَالَ بَعْضُهُمْ اَیْ وَجَبَتْ لَهُمُ الْجَنَّةُ قُلْتُ هٰذَا الْكَلَامُ لَا يَقْتَضِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى وَاِنَّمَا مَعْنَاهُ اَوْجَبُوْا اِسْتِحْقَاقَ الْجَنَّةِ وَقَالَ الْكِرْمَانِيُّ قَوْلُهٗ اَوْجَبُوْا اَيْ مَحَبَّةً لِاَنْفُسِهِمْ قَوْلُهٗ: قَوْلُهٗ "اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ" اَرَادَ بِالْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ كَمَا ذَكَرْنَا وَذَكَرَ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ غَزَا بِلَادَ الرُّوْمِ حَتّٰى بَلَغَ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ وَمَعَهٗ جَمَاعَةٌ

مِنْ سَادَاتِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ الزُّبَيْرِ وَ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَتْ وَفَاةُ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ هُنَاكَ قَرِيْبًا مِّنْ سُوْرِ قُسْطُنْطِيْنِيَةَ وَقَبْرُهُ هُنَاكَ تَسْتَسْقِيْ بِهِ الرُّوْمُ اِذَا قَحَطُوْا وَقَالَ صَاحِبُ الْمِرْاٰةِ وَالْاَصَحُّ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ غَزَا قُسْطُنْطِيْنِيَةَ فِيْ سَنَةِ اِثْنَتَيْنِ وَخَمْسِيْنَ وَقِيْلَ سِيْرَ مُعَاوِيَةُ جَيْشًا كَثِيْفًا مَّعَ سُفْيَانَ بْنِ عَوْفٍ اِلٰى قُسْطُنْطِيْنِيَةَ فَاَوْغَلُوْا فِيْ بِلَادِ الرُّوْمِ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ وَتُوُفِّيَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فِيْ مُدَّةِ الْحِصَارِ قُلْتُ الْاَظْهَرُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ السَّادَاتِ مِنَ الصَّحَابَةِ كَانُوْا مَعَ سُفْيَانَ هٰذَا وَلَمْ يَكُوْنُوْا مَعَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ اَهْلًا اَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ السَّادَاتِ فِيْ خِدْمَتِهِ وَقَالَ الْمُهَلَّبُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَ مَنْقَبَةٌ لِوَلَدِهٖ يَزِيْدَ لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ اِنْتَهٰى قُلْتُ اَيُّ مَنْقَبَةٍ كَانَتْ لِيَزِيْدَ وَحَالُهُ مَشْهُوْرٌ (فَاِنْ قُلْتَ) قَالَ فِيْ حَقِّ هٰذَا الْجَيْشِ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ قُلْتُ قِيْلَ لَا يَلْزَمُ مِنْ دُخُوْلِهٖ فِيْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ اَنْ لَّا يَخْرُجَ بِدَلِيْلٍ خَاصٍ اِذْلَا يَخْتَلِفُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنَّ قَوْلَهُ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ مَشْرُوْطٌ بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْمَغْفِرَةِ حَتّٰى لَوِارْتَدَّ وَاحِدٌ مِّمَّنْ غَزَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ فَدَلَّ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ مَغْفُوْرٌ لِّمَنْ وُجِدَ شَرْطُ الْمَغْفِرَةِ فِيْهِ مِنْهُمْ [7]

(قَدْ اَوْجَبُوْا) سے مراد ہے جیسا کہ بعض نے کہا اُن کے لئے جنت واجب ہے۔ حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں یہ کلام یہ معنی بیان نہیں کرتا بلکہ اَوْجَبُوْا کے معنی ہیں کہ جنت اُن کا اِستحقاق ہے۔

یہ ارشاد ہے کہ پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر جہاد کرے گا' اِس سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا' یزید جو کہ رومی شہروں میں مصروف جنگ رہا۔ حتیٰ

[7] عمدۃ القاری جلد 7 جز 14 ص 199-198۔

کہ وہ قسطنطنیہ پہنچ گیا اور اُس کے ساتھ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت ابنِ عمر' حضرت ابنِ عباس' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اِس جہاد میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے قریب اُن کی قبر (اَنور) ہے اور جب وہاں قحط پڑتا ہے تو لوگ اُن کے وسیلہ سے بارش کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔

اور صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں قسطنطینیہ کی طرف لشکر کو روانہ کیا جو بلادِ روم میں داخل ہوا۔ اِس لشکر میں حضرت سیّدنا ابنِ عباس' حضرت سیّدنا ابنِ عمر' حضرت سیّدنا ابنِ زبیر اور حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم تھے اور محاصرہ کے دوران ہی حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ہم کہتے ہیں یہ سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سیّدنا سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کے زیر کمان تھے نہ کہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں' کیونکہ وہ اِس کا اہل نہیں تھا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اُس کے ماتحت ہوں۔ اور اِس حدیث میں المہلب کا یہ قول کہ اِس میں (حضرت سیّدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی منقبت ہے کہ اُنہوں نے پہلی بحری جنگ لڑی اور اُن کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اُس نے مدینہ قیصر پر جہاد کیا"۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس میں یزید کی کون سی منقبت ہے جب کہ اُس کا حال مشہور ہے۔ اگر تو کہے کہ (سرورِ کائنات حضور سیّدنا) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اُس لشکر کے بارے میں مَغْفُورٌ لَّهُمْ فرمایا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عموم میں داخل کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دلیل خاص سے بھی خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اہل علم کا اِس سے کوئی اِختلاف نہیں کہ (سرورِ کون و مکاں حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِرشادِ مبارک مشروط ہے کہ وہ اہلِ مغفرت سے ہو۔ حتیٰ کہ کوئی جہاد والوں میں سے اُس کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ اِس عموم میں داخل نہیں ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اِس پر کہ مغفور وہ ہے جس میں اِن سے شرط مغفرت پائی جائے"۔

فتح الباری کی عبارت:

قَوْلُهٗ (یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ) یَعْنِی الْقُسْطُنْطِیْنِیَّۃَ قَالَ الْمُهَلَّبُ: فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَنْقَبَۃٌ لِمُعَاوِیَۃَ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَۃٌ لِوَلَدِهٖ یَزِیْدَ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ وَتَعَقَّبَهٗ ابْنُ التِّیْنِ وَابْنُ الْمُنِیْرِ بِمَا حَاصِلُهٗ: اَنَّهٗ لَا یَلْزَمُ مِنْ دُخُوْلِهٖ فِیْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ اَنْ لَّا یَخْرُجَ بِدَلِیْلٍ خَاصٍ اِذْ لَا یَخْتَلِفُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنَّ قَوْلَهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ مَشْرُوْطٌ بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْمَغْفِرَۃِ حَتّٰی لَوِ ارْتَدَّ وَاحِدٌ مِّمَّنْ غَزَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ یَدْخُلْ فِیْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ اِتِّفَاقًا فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ مَغْفُوْرٌ لِّمَنْ وُجِدَ شَرْطُ الْمَغْفِرَۃِ فِیْهِ مِنْهُمْ [8]

"(مدینہ قیصر پر غزوہ) یعنی قسطنطنیہ پر چڑھائی۔ مہلب نے کہا' اِس حدیث میں (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے پہلا سمندری جہاد کیا اور اُن کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اُس نے پہلی بار مدینہ قیصر پر چڑھائی کی اور مہلب کا ابن التین اور ابن منیر نے تعاقب کیا ہے کہ اِس سے لازم نہیں آتا کہ کسی کو دلیلِ خاص سے بھی اِس عموم سے خارج نہ کیا جاسکے جبکہ اہل علم کا اِس پر اتفاق ہے کہ سرورِ کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ مشروط ہے۔ (اہلِ مغفرت سے) حتیٰ کہ اگر کوئی اِس غزوہ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ متفقہ طور پر اِس عموم سے خارج ہے۔ پس یہ دلیل ہے جس میں شرط مغفرت پائی جائے"۔

فتح الباری میں یہ بھی ہے: وَفِیْ تِلْكَ الْغَزَاۃِ مَاتَ اَبُوْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ فَاَوْصٰی اَنْ یُّدْفَنَ عِنْدَ بَابِ الْقُسْطُنْطِیْنِیَّۃِ وَاَنْ یُّعْفٰی قَبْرُهٗ فَفُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَیُقَالُ اِنَّ الرُّوْمَ صَارُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ یَسْتَسْقُوْنَ بِهٖ [9] "کہ اِسی غزوہ میں حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے (شہید ہوئے) اور فوت ہونے سے پہلے وصیت فرمائی کہ مجھے باب قسطنطنیہ میں دفن کر دینا۔ چنانچہ اُن کی

8 فتح الباری جلد 6 ص 128-127۔ 9 فتح الباری جلد 6 ص 128۔

وصیت کے مطابق اُنہیں وہیں دفن کیا گیا۔ رومی لوگ آپ کے وسیلہ سے بارش کی دُعا کیا کرتے تھے“۔

اِرشادالساری شرح بخاری کی عبارت:

وَکَانَ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ وَ مَعَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنْ سَادَاتِ الصَّحَابَةِ کَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ الزُّبَیْرِ وَاَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ وَتُوُفِّیَ بِهَا سَنَةَ اثْنَتَیْنِ وَخَمْسِیْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَاسْتَدَلَّ الْمُهَلَّبُ بِهَا عَلٰی ثُبُوْتِ خِلَافَةِ یَزِیْدَ وَاَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ لِدُخُوْلِهٖ فِیْ عُمُوْمِ قَوْلِهٖ (مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ) وَاُجِیْبَ بِاَنَّ هٰذَا جَارٌ عَلٰی طَرِیْقِ الْحَمِیَّةِ لِبَنِیْ اُمَیَّةَ وَلَا یَلْزَمُ مِنْ دُخُوْلِهٖ فِیْ ذَالِكَ الْعُمُوْمِ اَنْ لَّا یَخْرُجَ بِدَلِیْلٍ خَاصٍّ اِذْ لَا خِلَافَ اَنَّ قَوْلَهٗ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ مَشْرُوْطٌ یَّکُوْنُ مِنْ اَهْلِ الْمَغْفِرَةِ حَتّٰی لَوِ ارْتَدَّ وَاحِدٌ مِّمَّنْ غَزَاهَا بَعْدَ ذَالِكَ لَمْ یَدْخُلْ فِیْ ذَالِكَ الْعُمُوْمِ اِتِّفَاقًا [10]

”اور جو شہر قیصر قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ آور ہوا وہ یزید تھا اور اُس کے ساتھ سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی۔ مثل حضرت سیّدنا ابنِ عمر، حضرت سیّدنا ابنِ عباس، حضرت سیّدنا ابنِ زبیر، حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم اور حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے 52ھ کو وہیں انتقال فرمایا۔ اِس سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اُس کے جنتی ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ کے اِرشاد کے عموم میں داخل ہے۔ اور اِس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ مہلب نے یہ بات بنواُمیّہ کی حمایت کی وجہ سے کی ہے۔ اور یزید کے اِس عموم میں داخل ہونے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی دلیلِ خاص سے بھی اِس سے خارج نہیں ہوسکتا کیونکہ اِس پر اتفاق کیا جاچکا ہے کہ سیّد کونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ مشروط

10 اِرشادالساری جلد 5 ص 105۔

ہے۔ اِس شرط کے تحت وہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں گے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص جنگ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اِس بشارت سے خارج ہے''۔

حاشیہ بخاری اور فتح الباری کی عبارات میں ڈاکٹر اسرار احمد کی کانٹ چھانٹ:

حاشیہ بخاری جلد 1 ص 410 میں ہے قَوْلُهٗ قَدْ اَوْجَبُوْا فَعَلُوْا فِعْلًا وَجَبَتْ لَهُمْ بِهِ الْجَنَّةُ

یعنی قَدْ اَوْجَبُوْا سے مراد ہے کہ اُن کے لئے جنت واجب ہے۔ یعنی کے وہ ایسے فِعل کریں گے جس کی وجہ سے اُن پر جنت واجب ہوگی علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر یزید (جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے) نے جہاد کیا اور اُس کے ساتھ سردار صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی جیسا کہ حضرت ابنِ عمرؓ حضرت ابنِ عباسؓ حضرت ابنِ زبیر اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ 52ھ میں وہیں شہید ہوئے۔ فتح الباری میں ہے کہ المہلب نے کہا ہے

فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْقَبَةُ الْمُعَاوِيَةِ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَةٌ لِّوَلَدِهٖ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ [11]

''اِس حدیث (پاک) میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اِس لئے کہ اُنہی نے پہلا بحری جہاد کیا۔ نیز اُن کے بیٹے یزید کی فضیلت ہے کیونکہ اُس نے پہلی مرتبہ مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر جہاد کیا''۔

ڈاکٹر اسرار احمد (سابقہ) مدیر مسئول ماہنامہ میثاق نے ماہنامہ میثاق جلد نمبر 35 شمارہ نمبر 10۔ اکتوبر 1986ء بمطابق صفر المظفر سن 1407ھ میں مجاہدینِ قسطنطنیہ کے عنوان کے تحت اپنے مؤکلِ یزید کی وکالت کرتے ہوئے مختلف کتابوں سے حوالہ جات پیش کئے ہیں اور حوالہ نمبر 6 صفحہ نمبر 23 پر مہلب کا قول فتح الباری اور حاشیہ بخاری سے نقل کیا ہے۔ لیکن لوگوں کے سامنے اپنے گروہ کے طریقہ

11۔ فتح الباری جلد 6 ص 78، حاشیہ بخاری جلد 1 ص 410۔

کے مطابق پوری عبارت حوالہ کے طور پر پیش نہیں کی بلکہ جہاں تک اُن کے موکل یزید کی تعریف کا ذکر ہے وہاں تک حوالہ نقل کیا ہے۔ حالانکہ اِنہی محولہ بالا کتابوں میں یزید مردود کے بارے مزید بحث بھی ہے جو ڈاکٹر صاحب نے اِنتہائی نا اِنصافی سے چھپالی ہے اِسی سے آگے اِنہی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ

''لیکن ابن التین اور ابن المنیر نے مُہلب کا تعاقب کیا ہے کہ یہ تو عمومی بات کہی گئی ہے کہ جو اِس جہاد میں شریک ہوگا اُس کی بخشش ہوگی اور اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی دلیل خاص سے خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اہل علم حضرات کا اِس میں کوئی اِختلاف نہیں ہے کہ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ کا اِرشاد مشروط ہے حتیٰ کہ اِن میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اِس عمومی (بشارت) میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اِس پر کہ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ کی بشارت اُن کے لئے ہے جن میں شرطِ بشارت پائی جائے''۔

عمدۃ القاری کی عبارت اور ڈاکٹر اِسرار احمد:

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد 7 جز 14 صفحہ 199 میں اِسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

''پہلا لشکر جو سمندری جہاد پر گیا وہ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی قیادت میں روانہ ہوا۔ ابنِ جریر نے لکھا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں یہ جہاد 27ھ کو ہوا اور ''یہ قبرص کا جہاد ہے''۔ جو امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ واقدی نے کہا ہے یہ جہاد 28ھ کو ہوا اور ابو معشر نے کہا یہ جہاد 33ھ کو ہوا۔ اور حضرت سیّدہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا اُن کے ساتھ تھیں۔

(قَدْ اَوْجَبُوْا) سے مراد ہے جیسا کہ بعض نے کہا اُن کے لئے جنت واجب ہے۔

پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر جہاد کرے گا اُس سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا' یزید جو کہ رومی شہروں میں مصروف جنگ رہا۔ حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ

پہنچ گیا اور اُس کے ساتھ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم جن میں حضرت سیّدنا ابنِ عمر، حضرت سیّدنا ابنِ عباس، حضرت سیّدنا ابنِ زبیر اور حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اِس جہاد میں حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم کی شہادت ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے قریب اُن کی قبر (اَنور) ہے اور جب وہاں قحط پڑتا ہے تو لوگ اُن کے وسیلہ سے بارش کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔

اور روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں قسطنطینیہ کی طرف لشکر کو روانہ کیا جو بلادِ روم میں داخل ہوا۔ اُس لشکر میں حضرات سیّدنا ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم تھے اور محاصرہ کے دوران ہی حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ہم کہتے ہیں یہ سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سیّدنا سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کے زیر کمان تھے نہ کہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں، کیونکہ وہ اِس کا اہل نہیں تھا کہ اَکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُس کے ماتحت ہوں۔ اور اِس حدیث میں المہلب کا یہ قول کہ اِس میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی منقبت ہے کہ اُنہوں نے پہلی بحری جنگ لڑی اور اُن کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اُس نے مدینہ قیصر پر جہاد کیا۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس میں یزید کی کون سی منقبت ہے جب کہ اُس کا حال مشہور ہے۔ اگر تو کہے کہ سیّد الکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس لشکر کے بارے میں مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ فرمایا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عموم میں داخل کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دلیلِ خاص سے بھی خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اہل علم کا اِس سے کوئی اِختلاف نہیں کہ سیّد العالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد مشروط ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہو۔ حتیٰ کہ کوئی جہاد والوں میں سے اِس کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ اِس عموم میں داخل نہیں ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اِس پر کہ مغفور وہ ہے جس میں اِن سے شرط پائی جائے"۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے مذکورہ بالا ماہنامہ میثاق صفحہ 22 پر حوالہ نمبر 4 میں عمدۃ

القاری شرح بخاری کا حوالہ دیا ہے مگر اِنتہائی چالاکی سے یزید کی وکالت کرتے ہوئے ساری وہ عبارت جس میں مہلب اور یزید کا تعاقب ہے اور یہ عبارت کہ:

''اور جب وہاں قحط پڑتا ہے تو لوگ اُن (یعنی حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ) کے وسیلہ سے بارش کے لئے دُعائیں کرتے ہیں''۔

سے اخیر عبارت تک ساری تحریر ہضم کرلی ہے۔

ایک تو اِس لئے کہ ڈاکٹر اِسرار احمد وصال شدہ بزرگوں کا دُعا میں وسیلہ لینے کا منکر تھا۔ دوسرے اگلی عبارت جو ہم نے پوری کی پوری تحریر کی ہے اُس سے ڈاکٹر اسرار احمد کے فاسق وفاجر اور مردود مؤکل کا مقدمہ کمزور ہو جاتا ہے۔

تاریخ کامل ابنِ اثیر اور تاریخ ابنِ خلدون:

فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَقِیْلَ: سَنَةُ خَمْسِیْنَ اَمَرَ مُعَاوِیَةُ جَیْشًا کَثِیْفًا اِلٰی بِلَادِ الرُّوْمِ لِلْغَزْوَاةِ وَجَعَلَ عَلَیْهِمْ سُفْیَانُ بْنُ عَوْفٍ وَاَمَرَ ابْنَهٗ یَزِیْدَ بِالْغَزَاةِ مَعَهُمْ فَتَثَاقَلَ وَاَعْتَلَ فَاَمْسَكَ عَنْهُ اَبُوْهُ فَاَصَابَ النَّاسُ فِیْ غَزَاتِهِمْ جُوْعٌ وَّمَرَضٌ شَدِیْدٌ فَاَنْشَاَ یَزِیْدُ قَوْلٌ:

مَا اَنْ اُبَالِیْ بِمَا لَاقَتْ جُمُوْعُهُمْ
بِالْفَرْقَدُوْنَةِ مِنْ حُمِّیْ وَّ مِنْ مُّوْمٍ
اِذَا اتَّکَاْتُ عَلَی الْاَنْمَاطِ مُرْتَفِعًا
بِدَیْرِ مُرَّانُ عِنْدِیْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ

اُمُّ کُلْثُوْمٍ اِمْرَاَتُهٗ وَهِیَ اِبْنَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ فَبَلَغَ مُعَاوِیَةُ شِعْرَهٗ فَاَقْسَمَ عَلَیْهِ لَیَلْحَقَنَّ بِسُفْیَانَ فِیْ اَرْضِ الرُّوْمِ لِیُصِیْبَهٗ مَا اَصَابَ النَّاسَ فَسَارَ وَمَعَهٗ جَمْعٌ کَثِیْرٌ اَضَافَهُمْ اِلَیْهِ اَبُوْهُ وَکَانَ فِیْ هٰذَا الْجَیْشِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَیْرِ وَاَبُوْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ وَغَیْرُهُمْ 12ے

12ے تاریخ کامل ابن اثیر جلد 3 ص 459-458۔

تاریخ کامل ابنِ اثیر میں ہے۔ ''50ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جرار بلادِ روم کی طرف حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا اور اپنے بیٹے کو اُس لشکر میں شامل ہونے کا حکم دیا تو یزید پہلے بہانہ بنا کر کے بیٹھا رہا' اُس کے حیلے بہانوں میں آ کر حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اُس کو رخصت دے دی (شانِ خداوندی) وہ لشکر راستے میں اِبتلا کا شکار ہوگیا اور قحط اور بیماری نے لپیٹ میں لے لیا۔ یزید کو پتا چلا تو اُس نے یہ شعر پڑھا۔

''مجھے ہرگز اس کی پرواہ نہیں کہ اُن لشکروں پر مقام فرقدونہ پر بخار اور سختی کی بلائیں نازل ہوگئی ہیں۔ جب کہ میں دیر مرآں میں اُونچے تخت پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں اور اُمّ کلثوم میرے پاس بیٹھی ہے''۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ شعر سنے تو قسم کھالی کہ اَب مَیں یزید کو حضرت سیّدنا سفیان بن عوف (رضی اللہ عنہ) کے پاس ضرور بھیجوں گا تاکہ اِس کو بھی اُن مصیبتوں کا حصّہ ملے جو لوگوں پر نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ یزید کو ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ جبکہ پہلے لشکر میں حضرت سیّدنا ابنِ عباس' حضرت سیّدنا ابنِ عمر' حضرت سیّدنا ابنِ زبیر اور حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم بھی تھے''۔

اِسی طرح یہ واقعہ تاریخ ابنِ خلدون عربی جلد 3 صفحہ 10 پر بھی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے مذکورہ بالا رسالہ کے صفحہ نمبر 25 پر لکھا ہے۔

''اگرچہ بعض دوسری تاریخی روایات میں اَرضِ روم پر حملہ آور ہونے والے پہلے اِسلامی لشکر کے سپہ سالار کی حیثیت سے حضرت سیّدنا سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام بھی آیا ہے۔ جیسے کامل ابنِ اثیر کی روایت کے مطابق۔ لیکن اَوّل تو اَیسی متذکرہ بالا کثیر اور معتمد علیہ روایات کے مقابلے میں زیادہ وقعت کی حامل نہیں''۔

دوسری طرف ڈاکٹر اسرار احمد نے تاریخ ابنِ خلدون کا حوالہ دے کر اِس کی روایت کو معتمد روایات میں شامل کیا ہے۔ جس میں کامل ابنِ اثیر ہی کی مثل تحریر موجود ہے مگر کامل ابنِ اثیر کی روایت کو غیر معتمد لکھ دیا ہے اور پھر تاریخ ابنِ خلدون کی

عبارت نقل کر کے اُس میں بھی ایک سطر کاٹ کر خیانت کی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد بے چارا مجبور تھا جس گروہ سے اُس کا تعلق ہے اِس گروہ کا کام ہی اَحادیث اور روایات میں کتر بیونت کرنا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے عمدۃ القاری شرح بخاری کو معتمد روایات میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ عمدۃ القاری میں یزید مردود کی قیادت کا بھی ذکر ہے۔ حالانکہ اِس کتاب کی اِسی عبارت کے آگے حضرت سیّدنا سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کا لشکر کے ساتھ روانگی کا ذکر ہے۔ لیکن ڈاکٹر اسرار احمد تو عمدۃ القاری کی یہ عبارت ہی ہضم کر گیا۔ اُس کو کیسے نظر آتی کیونکہ یہ اُس کے مردود اور فاسق و فاجر مؤکل کے خلاف تھی۔ اُس کا مؤقف کمزور پڑ جاتا ہے اُس کا مقصد تو اپنے مؤکل کو صحیح اور مغفور ثابت کرنا ہے چنانچہ ماہنامہ میثاق کے صفحہ 24 پر لکھا ہے:۔

"یہ ایک حقیقت ہے کہ سب سے اوّل قسطنطنیہ پر جہاد کرنے والا لشکر مغفور ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اُس لشکر کا امیر و قائد یزید تھا"۔

اِرشاد الساری شرح بخاری جلد 5 صفحہ 124 مطبوعہ مصر میں لکھا ہے

اِس سے المہلب نے یزید کی خلافت اور اُس کے جنتی ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ (مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ) کے اِرشاد کے عموم میں داخل ہے اور اِس کا جواب یہ دیا گیا ہے "بِاَنَّ ھٰذَا جَارٍ عَلٰی طَرِیْقِ الْحَمِیَّۃِ لِبَنِیْ اُمَیَّۃَ" کہ یہ بات مہلب نے بنو امیہ کی حمایت کی وجہ سے کی ہے۔

یزید کے وکلاء نے مختلف کتابوں سے ایسی عبارتیں پیش کی ہیں۔ جن سے یزید کا قصیدہ بیان کرنا مقصود ہے۔ لیکن قارئین کرام کی اِطلاع کے لئے عرض ہے کہ اِن یزیدی وکلاء نے مختلف کتابوں سے حمایتی فقرے کاٹ کر پیش کئے ہیں۔ پچھلے صفحات میں اُن کتابوں کی پوری پوری عبارات پیش کی گئی ہیں تاکہ یزید کے وکلاء کی خیانتوں کے بارے میں سیدھے سادھے مسلمان آگاہ ہوں۔

ڈاکٹر اسرار احمد کے رسالہ میثاق سے حوالہ جات جو یزید کی حمایت میں لکھے

گئے ہیں۔

حضرت علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَةٌ لِوَلَدِهٖ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ [13]

''مہلب نے کہا ہے کہ اِس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اِس لئے کہ اُنہی نے پہلا بحری جہاد کیا۔ نیز اُن کے صاحبزادے یزید کی فضیلت بھی ہے کیونکہ اِسی نے پہلی مرتبہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی''۔

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

كَانَ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَمَعَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنْ سَادَاتِ الصَّحَابَةِ كَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ وَتُوُفِّيَ بِهَا اَبُوْ اَيُّوْبَ [14]

قسطنطنیہ پر سب سے پہلے جہاد یزید بن معاویہ نے کیا جس کے ساتھ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی شریک تھی، جس میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر، حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس، حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر اور حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے''۔

مشہور شارحین بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ غَزَا بِلَادَ الرُّوْمِ حَتّٰى بَلَغَ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةَ وَمَعَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنْ سَادَاتِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَتْ وَفَاةُ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ هُنَاكَ قَرِيْبًا مِّنْ سُوْرِ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ وَقَبْرُهٗ هُنَاكَ [15]

---

[13] فتح الباری ج 6 ص 78، حاشیہ بخاری جلد 1 ص 410۔ [14] ارشاد الساری جلد 5 ص 104 طبع دار الفکر۔ [15] عمدۃ القاری جلد 7 جز 14 ص 199۔

"یزید رومی علاقوں میں مصروف جہاد رہا۔ یہاں تک کہ وہ قسطنطینیہ تک جا پہنچا۔ اُس کے ساتھ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی موجود تھی' جس میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر' حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس' حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر اور حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اِسی جہاد میں حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے پاس اُن کی قبر بھی ہے"۔ (باقی عبارتیں ڈاکٹر اسرار احمد نے ہضم کرلی ہیں۔)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

مذکورہ بالا ماہنامہ میثاق کے صفحہ 27 پر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حسبِ ذیل اَلفاظ جو شرح تراجم ابواب بخاری میں وارد ہوئے ہیں۔ قول فیصل کے طور پر درج کئے گئے ہیں اور اپنے مردود اور فاسق وفاجر موکل یزید کی صفائی پیش کرتے کرتے اپنا صفایا کر دیا ہے۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس حدیث شریف میں **مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ** فرمانے سے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر اِستدلال کیا ہے کیونکہ وہ بھی اِس دوسرے لشکر میں نہ صرف شریک بلکہ اِس کا سربراہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ شہادت دیتی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اِس حدیث سے صرف اِتنا ثابت ہوتا ہے کہ اِس غزوہ سے پہلے جو اُس نے گناہ کئے تھے' وہ بخش دیئے گئے۔ کیونکہ جہاد کفّارات میں سے ہے اور کفّارات کا کام یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اَثر کو زائل کر دیتے ہیں' بعد میں ہونے والے گناہوں کے اَثر کو نہیں۔ ہاں' اگر اِس کے ساتھ یہ بھی فرمادیا ہوتا کہ قیامت تک کے لئے اُس کی بخشش کردی گئی تو بے شک یہ حدیث شریف اُس کی نجات پر دلالت کرتی اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں بلکہ اِس صورت میں اُس کا معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد ہے"۔ 16

16 بحوالہ یزید کی شخصیت تالیف مولوی عبدالرشید نعمانی صفحہ 22 تا 24۔

پروفیسر ابوبکر غزنوی اور یزید کے وکلاء:

پروفیسر ابوبکر غزنوی کے مقالات کو قربت کی راہیں کا عنوان دے کر مکتبہ غزنویہ 4۔شیش محل روڈ لاہور والوں نے چھاپہ ہے۔ پروفیسر صاحب اور ناشر ہر دو کا تعلق اہل حدیث (یعنی غیر مقلدین) سے ہے۔ پروفیسر صاحب نے یزید کے خارجی وکیلوں کی افسوسناک حالت بیان کی ہے۔

''آہ! یہ کیسی للّٰہیت کی موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبر رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر کھڑے ہو کر اُس محبوبِ بارگاہِ رسالت' اُس جگر گوشۂ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔ وہ گھرانہ جس سے تم نے فیض حاصل کیا' وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان و اسلام کی نعمت حاصل ہوئی تو کیا اُن کی عیب چینیاں کرتے ہو؟ پھر اِس عیب چینی اور خوردہ گری کے لئے تمہیں سیّد الکونین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے منبر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب ولہجہ کو تو دیکھو یوں محسوس ہوتا ہے جیسا شمر بن ذی الجوشن' یزید اور ابن زیاد نے اہلِ بیت اَطہار کے خلاف مقدمہ میں تمہیں اپنا وکیل بنالیا ہے''۔ (قربت کی راہیں ص 192)

پروفیسر صاحب نے بڑے حقیقت پسندانہ اَنداز میں فاسق و فاجر اور مردود یزید اور محبانِ یزید' شمر بن ذی الجوشن اور ابنِ زیاد کا تعاقب کیا ہے۔ عقل مند کے لئے اِشارہ ہی کافی ہے۔

وحید الزماں اور محبانِ یزید:

ایک اور غیر مقلد مصنّف وحید الزماں نے تیسیر الباری شرح بخاری جلد 4 ص 125 میں خوارج' یعنی محبانِ یزید کے لئے کردارِ یزید پیش کیا ہے جس کو من وعن پیش کیا جاتا ہے۔

''پہلا جہاد معاویہ کے ساتھ ہوا جزیرہ قبرص فتح کرنے کو 28 ہجری میں۔ اسی میں اُم حرام شریک تھیں۔ سن 58ء میں دوسرا جہاد جو قسطنطنیہ پر ہوا۔ یزید

بن معاویہ اُس کا سردار تھا۔ اِس میں بھی بہت سے صحابہ شریک تھے۔ جیسے ابنِ عمرؓ ابنِ عباسؓ ابنِ زبیر اور ابوایوب انصاری۔ اِس حدیث سے بعضوں نے یہ مطلب نکالا ہے۔ جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ سبحان اللہ! اِس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ یزید جب قسطنطنیہ پر چڑھ گیا تھا۔ اُس وقت تک معاویہ زندہ تھے' اِنہی کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ کس کے لئے کہ اِمام برحق جناب اِمام حسنؑ نے خلافت اُن کو تفویض کی تھی۔ اَب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اِعتبار ہے۔۔۔ یزید نے گو یہ پہلے اُچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ مگر خلیفہ بننے کے بعد اُس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ حضرت اِمام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک اِمام حسین علیہ السلام کا آیا تو مردود کہنے لگا مَیں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔ مسجد نبویؐ اور قبر شریف کی توہین کی' مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی' وہاں منجنیق لگائی' عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرایا۔ حجاج ظالم نے اپنے غلام کے ساتھ ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا۔ اِن گندگیوں کے باوجود بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا یزید اِمام حسین علیہ السلام کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ اَمر متواتر ہے۔ اِس لئے ہم اُس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اُن کے اِیمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اُس پر اور اُس کے مددگاروں پر انتہیٰ"۔ (من وعن)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور یزید کا حشر:

شیخ المحدثین شیخ محقق، محقق علی الاطلاق برکت مصطفیٰ فی الہند شیخ عبدالحق

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تکمیل الایمان میں یزید کا حشر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "بعض علماء اہلسنت تو یزید کے معاملہ میں بھی توقف سے کام لیتے ہیں۔ مگر بعض غلو وافراط کی وجہ سے اُس کی شان ومنزلت بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر اَمیر مقرر ہوا تھا' اِمام حسین علیہ السلام پر ضروری تھا کہ اُس کی اِطاعت کرتے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْقَوْلِ وَھٰذَا الْاِعْتِقَادِ (یعنی اللہ عزوجل کی پناہ اِس قول اور اِس اعتقاد سے)" مدینہ شریف سے جانے والے لوگوں نے برملا کہا کہ وہ خدا کا دشمن ہے' شراب نوش ہے' تارک الصلوٰۃ ہے' زانی ہے' فاسق ہے' محارم سے صحبت کرنے سے بھی باز نہیں آتا"۔ یزید کی اہل بیت سے عداوت اور اہل بیت کی اہانت وذلت کے واقعات تسلسل کے ساتھ اُس سے سرزد ہوتے رہے۔ اِن تمام واقعات سے اِنکار از راہِ تکلف ہے۔

ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ قتل حسین دراَصل گناہ کبیرہ ہے' کیونکہ مومن کو ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ میں آتا ہے۔ مگر لعنت تو کافروں کے لئے مخصوص ہے۔ اَیسی رائے کا اِظہار کرنے والوں پر اَفسوس آتا ہے۔ وہ سیّد العالمین حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے بھی بے خبر ہیں۔ کیونکہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور اُن کی اَولاد سے بغض وعداوت اور تکلیف پہنچانا' اُن کی توہین کرنا' باعثِ ایذا وعداوتِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اِس حدیث شریف کی روشنی میں یہ حضرات یزید کے متعلق کیا فیصلہ کریں گے۔ کیا اہانت وعداوتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفر ولعنت کا سبب نہیں ہے۔ اور یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لئے کافی نہیں ہے آیتِ کریمہ ملاحظہ ہو۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا o (الاحزاب:57)

"بے شک وہ جو اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے پیارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ اُن پر دُنیا وآخرت میں اللہ (عزوجل) کی لعنت ہے۔ (اور اللہ عزوجل

نے اُن کے لئے دَردناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔ علمائے سلف اور مشاہیرات میں بعض نے جن میں حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ شامل ہیں۔ یزید پر لعنت کی ہے۔ ابنِ جوزی جو شریعت اور حفظ سُنّت میں بڑے متشدد تھے۔ اپنی کتاب میں لعنت بر یزید کو علمائے سلف سے نقل کیا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں:

"ہماری رائے میں یزید مبغوض ترین اِنسان تھا۔ اُس بدبخت نے جو کارہائے بدسرانجام دیئے ہیں وہ اُمّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے کسی سے نہیں ہوئے۔ شہادتِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ اور اہانت اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے فارغ ہو کر اُس بدبخت نے مدینہ منورہ پر لشکرکشی کی اور اِس مقدس شہر کی بے حرمتی کے بعد اہل مدینہ کے خون سے ہاتھ رنگے اور (خاتم النّبیین حضور سیّدنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اُس کے ستم کی نذر ہو گئے۔ اور اُس کی توبہ اور رجوع کا مزید حال تو اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجلّ ہی جانتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم ہمارے اور دوسرے اہلِ اِیمان کے دِلوں کو یزید کی محبت و اُلفت (اُس کے مددگاروں اور معاونین کی موانست اور اُن تمام لوگوں کی دوستی، جو اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بدخواہ رہے ہیں اور اُن کے حقوق کو پامال کرتے ہیں اور اُن سے محبت و صدق عقیدت سے محروم رہے ہیں) سے محفوظ و مامون رکھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم ہمیں اور ہمارے اَحباب کو اہل بیت اور اُن کے نیک خواہوں کے زمرے میں رکھے اور دُنیا و آخرت میں اہل بیت کے مشرب و مسلک پر رکھے۔

بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَلِاَمْجَادِهٖ وَمِنْهُ وَكَرَمِهٖ وَهُوَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ

البدایۃ والنہایۃ جلد 8 ص 235 اور 236 کا فوٹو

صفحہ نمبر 235

وقد روى أن يزيد كان قد اشتهر بالمعازف وشرب
الخمر والغنا والصيد واتخاذ الغلمان والقيان والكلاب والنطاح بين الكباش والدباب والقرود، وما من
يوم إلا يصبح فيه مخموراً، وكان يشد القرد على فرس مسرجة بحبال ويسوق به، ويلبس القرد
قلانس الذهب، وكذلك الغلمان، وكان يسابق بين الخيل، وكان إذا مات القرد حزن عليه. وقيل:

ص ٢٣٦

إن سبب موته أنه حمل قردة وجعل ينقزها فعضته. وذكروا عنه غير ذلك والله أعلم بصحة ذلك

صفحہ نمبر 235

وقد قال الإمام أحمد: حدثنا أبو عبد الرحمن ثنا حيوة:
حدثني بشير بن أبي عمرو الخولاني أن الوليد بن قيس حدثه أنه سمع أبا سعيد الخدري يقول: سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «يكون خلف من بعد ستين سنة أضاعوا الصلاة واتبعوا الشهوات فسوف
يلقون غيا»

محولا بالا عبارت کا ترجمہ اس کتاب کے صفحہ نمبر 61 تا 63 پر ملاحظہ فرمائیں

عمدة القاری شرح بخاری جلد 7 جز 14 ص نمبر 198، 199 کا فوٹو

صفحہ نمبر 198

(ذكر معناه) قوله «اول جيش من امتي يغزون البحر» اراد به جيش معاوية وقال المهلب معاوية اول من غزا
البحر وقال ابن جرير قال بعضهم كان ذلك في سنة سبع وعشرين وهي غزوة قبرس في زمن عثمان بن عفان رضي الله
تعالى عنه وقال الواقدي كان ذلك في سنة ثمان وعشرين وقال ابو معشر غزاها في سنة ثلاث وثلاثين وكانت ام حرام
معهم وقال ابن الجوزي في جامع المسانيد انها غزت مع عبادة بن الصامت فوقصتها بغلة لها شهباء فوقعت فماتت وقال هشام
ابن عمار رايت قبرها ووقفت عليه بالساحل بصفاقيس قوله «قد اوجبوا» قال بعضهم اي وجبت لهم الجنة قلت هذا الكلام
لا يقتضي هذا المعنى وانما معناه اوجبوا استحقاق الجنة وقال الكرماني قوله اوجبوا اى محبة لانفسهم قوله «اول جيش
من امتي يغزون مدينة قيصر» اراد بها القسطنطينية كما ذكرناه وذكر ان يزيد بن معاوية غزا بلاد الروم حتى بلغ
قسطنطينية ومعه جماعة من سادات الصحابة منهم ابن عمر وابن عباس وابن الزبير وابو ايوب الانصاري وكانت وفاة
ابي ايوب الانصاري هناك قريبا من سور القسطنطينية وقبره هناك تستسقي به الروم اذا قحطوا وقال صاحب المرآة والاصح
ان يزيد بن معاوية غزا القسطنطينية في سنة اثنتين وخمسين وقيل سير معاوية جيشا كثيفا مع سفيان بن عوف الى القسطنطينية
فاوغلوا في بلاد الروم وكان في ذلك الجيش ابن عباس وابن عمر وابن الزبير وابو ايوب الانصاري وتوفي ابو ايوب
في مدة الحصار قلت الاظهر ان هؤلاء السادات من الصحابة كانوا مع سفيان هذا ولم يكونوا مع يزيد بن معاوية لانه

١٩٩ بلا عناه

لم يكن اهلا ان يكون هؤلاء السادات في خدمته وقال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه اول من غزا البحر ومنقبة
لولده يزيد لانه اول من غزا مدينة قيصر انتهى قلت اي منقبة كانت ليزيد وحاله مشهور (فان قلت) قال صلى الله تعالى
عليه وسلم في حق هذا الجيش مغفور لهم قلت قيل لا يلزم من دخوله في ذلك العموم ان لا يخرج بدليل خاص اذ لا يختلف
اهل العلم ان قوله صلى الله تعالى عليه وسلم مغفور لهم مشروط بان يكونوا من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن
غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم فدل على ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم

محولا بالا عبارت کا ترجمہ اس کتاب کے صفحہ نمبر 78 تا 80 پر ملاحظہ فرمائیں

فتح الباری شرح بخاری جلد 6 ص 127 اور 128 کا فوٹو

صفحہ نمبر 127

قوله : (يغزون مدينة قيصر) يعني القسطنطينية ، قال المهلب : في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر ، ومنقبة لولده يزيد لأنه أول من غزا مدينة قيصر . وتعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله : أنه لا يلزم من دخوله في ذلك العموم أن لا يخرج بدليل خاص إذ لا يختلف أهل العلم أن قوله ﷺ مغفور لهم مشروط بأن يكونوا من أهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها

١٢٨ ـــــــــــــــــــــ كتاب الجهاد والسير/ باب ٩٤/ ح ٢٩٢٥ ، ٢٩٢٦

بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقاً فدل على أن المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم . وأما قول ابن التين يحتمل أن يكون لم يحضر مع الجيش فمردود ، إلا أن يريد لم يباشر القتال فيمكن فإنه كان أمير ذلك الجيش بالاتفاق . وجوز بعضهم أن المراد بمدينة قيصر المدينة التي كان بها يوم قال النبي ﷺ تلك المقالة وهي حمص وكانت دار مملكته إذ ذاك ، وهذا يندفع بأن في الحديث أن الذين يغزون البحر قبل ذلك وأن أم حرام فيهم ، وحمص كانت قد فتحت قبل الغزوة التي كانت فيها أم حرام والله أعلم . قلت : وكانت غزوة يزيد المذكورة في سنة اثنتين وخمسين من الهجرة ، وفي تلك الغزاة مات أبو أيوب الأنصاري فأوصى أن يدفن عند باب القسطنطينية وأن يعفى قبره ففعل به ذلك ، فيقال إن الروم صاروا بعد ذلك يستسقون به . وفي الحديث أيضاً الترغيب في سكنى الشام ، وقوله : «قد أوجبوا» أي فعلوا فعلاً وجبت لهم به الجنة .

محولا بالا عبارت کا ترجمہ اس کتاب کے صفحہ نمبر 81 تا 82 پر ملاحظہ فرمائیں

''قرابت کی راہیں'' صفحہ نمبر 91 اور 92 کا فوٹو

۹۱

آہ! یہ کیسی قلبیت کی موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبر رسول پر کھڑے ہو کر اس محبوب بارگاہ رسالت، اس جگر گوشۂ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔ وہ گھرانا جس سے تم نے فیض حاصل کیا، وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان و اسلام کی معرفت حاصل ہوئی، تم کو کیا ہوا کہ تم ان ہی کی عیب چینیاں کرتے ہو۔ پھر اس عیب چینی اور غنڈہ گری کے لیے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب و لہجہ کو تو دیکھو، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن، یزید اور

۹۲

ابن زیاد نے اہل بیت کے خلاف مقدمے میں تمہیں اپنا وکیل بنایا ہے۔

حدیث قدسی ہے:

من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنتهٗ بالحرب۔

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے۔ میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ حضرت حسین کے ولی اللہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ وہ صحابی بھی تھے اور اہل بیت میں سے بھی تھے۔ وہ صرف صحابی ہی نہ تھے، جلیل القدر علماء صحابہ میں سے تھے۔ وہ صرف اہل بیت ہی میں سے نہ تھے، محبوبِ بارگاہِ رسالت تھے۔

محولا بالا عبارت اس کتاب کے صفحہ نمبر 91 پر ملاحظہ فرمائیں

تیسیر الباری شرح بخاری جلد 4 ص 125 اور 126 کا فوٹو

ص 125

پھر آپ نے فرمایا میری امت کا پہلا

أَوَّلُ جَيْشٍ لشکر جو قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اس کی
مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ بخشش ہو گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی
مَغْفُورٌ لَهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں۔
اللَّهِ؟ قَالَ: لَا۔

ف پہلا جہاد معاویہ کے زمانہ میں جزیرہ قبرص فتح کرنے کو۔ اسی میں ام حرامؓ شریک تھیں ۲۸ سنہ ہجری میں دوسرا جہاد قسطنطنیہ پر ہوا یزید بن معاویہ اس لشکر کا سردار تھا۔ اس میں بھی بہت سے صحابہ شریک تھے جیسے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ اور ابو ایوبؓ انصاری یہ ۵۲ھ ہجری میں ہوا۔ اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سبحان اللہ اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ زندہ تھے، انہی کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت باجماع بالاتفاق علماء صحیح تھی کس لئے کہ امام برحق جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا۔ یزید نے گو پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی

صحیح بخاری پارہ ۱۱ — ۱۲۶ — کتاب الجہاد والسیر

اہانت کی۔ جب سر مبارک امام حسینؓ کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں ..... گھوڑے بندھوائے، مسجد نبویؐ اور قبر شریف کی توہین کی۔ مکہ پر چڑھائی کی، وہاں منجنیق لگائی، عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرایا۔ حجاج ظالم جیسے ظالم کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہؓ اور تابعین اور فرزندان کو ناحق قتل کرایا۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے۔ بعض سلف نے کہا یزید امام حسینؓ کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔ البتہ امیر معاویہ کی بخشش کی امید ہے اور ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ پہلے جناب امیر [illegible] میں گئے [illegible] کر آئے تو فرمایا الحمد للہ میرے رب نے [illegible] حکم ہوا۔ پھر معاویہ گئے [illegible] میری بخشش ہو گئی

محولا بالا عبارت اس کتاب کے صفحہ نمبر 91 تا 92 پر ملاحظہ فرمائیں

دُعائے غم کا صلہ

کسی مصیبت و پریشانی کے لاحق ہونے یا کسی قسم کے جانی یا مالی نقصان کے موقع پر پڑھی جانے والی دُعا

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہی کلمات منہ سے نکالے جس کا حکم اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یعنی

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْراً مِّنْھَا [1]

ترجمہ ''ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ الٰہی مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور اس کا بہتر بدل عطا فرما۔'' یہ مجرّب اور آزمودہ ہے۔ اس سے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُسے بہتر عوض دیتا ہے۔ جب حضرت اَبُو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو (حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں بولی (حضرت) اَبُو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا۔ وہ تو پہلے گھر والے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہجرت کی، پھر بھی میں نے یہ دُعا کہہ لی۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے ان کے عوض رسول اللہ ﷺ عطا فرمائے۔ [2]

---

[1] حضرت اَبُو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے خاوند تھے۔ نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی تے اور پھوپھی کے بیٹے بھی۔ آپ نے مع گھربار حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ پاک کی جانب مع گھربار ہجرت کرنے میں آپ اوّل ہیں۔ اسی لیے آپ نے اوّل بیت فرمایا۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نگاہ میں ان خصوصیات کے لحاظ سے حضرت اَبُو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جزوی طور پر سب سے بہتر تھے اس لیے آپ نے یہ خیال کیا لہٰذا حدیث شریف پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم تو حضرت اَبُو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل تھے۔ یعنی ایمان کہتا تھا کہ اس دُعا کی برکت سے مجھے اُن سے بہتر خاوند ملے گا مگر عقل و سمجھ کہتی تھی ناممکن ہے۔ میں نے عقل کی نہ مانی ایمان کی مانی اور دُعا پڑھ لی۔ اس کی برکت سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئی جن پر لاکھوں اَبُو سلمہ رضی اللہ عنہ قربان۔

[2] شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۱۵ ـ ۲۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۴۰، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۷، جلد ۶ ص ۳۰۹

يا رسول الله

یا محمد ﷺ

محمد	محمود	فاتح	رشید	نذیر	احمد	قاسم
شاہد	مشہود	داع	حامد	عاقب	حاشر	بشیر
شاف	ہاد	مہد	ماح	منج	ناہ	رسول
نبی	امی	تہامی	ہاشمی	ابطحی	عزیز	حریص علیکم
رءوف	رحیم	طہ	مجتبیٰ	طس	مرتضیٰ	حم
مصطفیٰ	یس	اولی	مزمل	ولی	مدثر	متین
مصدق	طیب	ناصر	منصور	مصباح	آمر	حجازی
نزاری	قرشی	مضری	نبی التوبہ	حافظ	کامل	صادق
امین	عبداللہ	کلیم اللہ	حبیب اللہ	نجی اللہ	صفی اللہ	خاتم الانبیاء
حسیب	مجیب	شکور	مقتصد	رسول الرحمۃ	قوی	حفی
مامون	معلوم	حق	مبین	آخر	یتیم	ظاہر
کریم	باطن	حکیم	نبی الرحمۃ	خاتم الرسل	سید	سراج
منیر	محرم	مکرم	مبشر	مذکر	مطہر	قریب
خلیل	مدعو	جواد	خاتم	عادل	شہیر	شہید
رسول الملاحم	صاحب	مکی				